اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

ماہنامہ مشکوٰۃ قادیان

احسان 1380ھ.ش
جون 2002ء

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

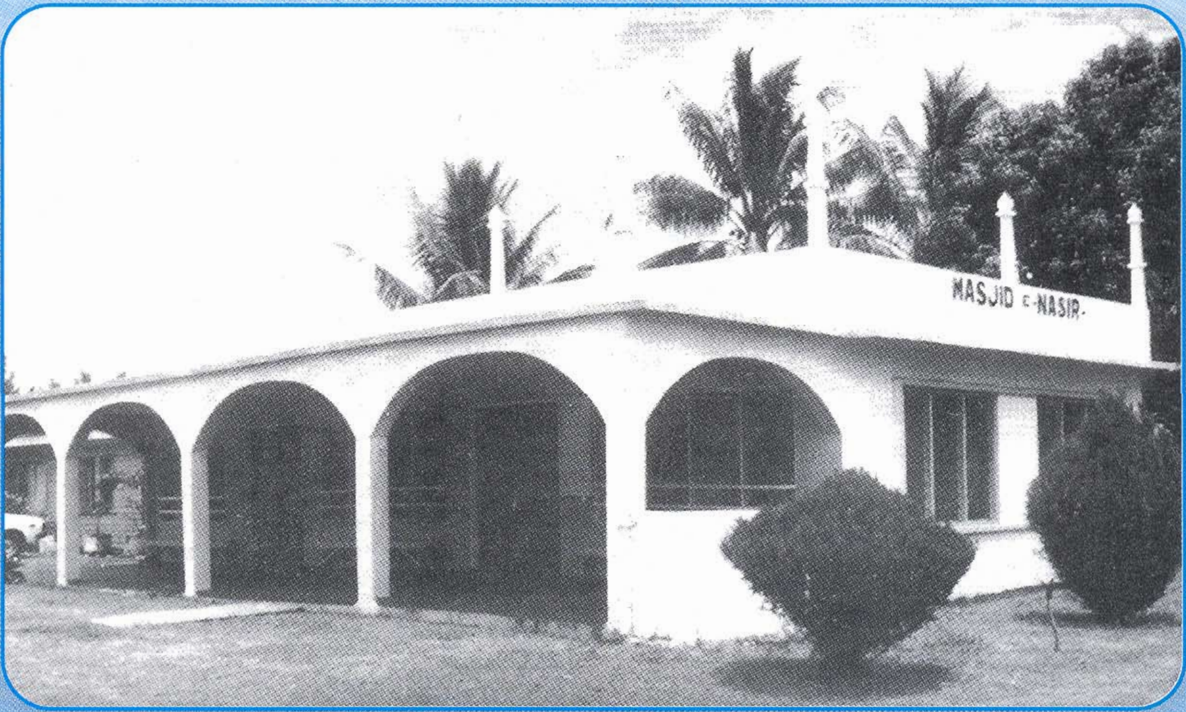

Masjid Nasir - Tuatua, Labasa, Vanualevu. FIJI ISLANDS

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

ماہنامہ
مشکوٰۃ
قادیان

Monthly **Mishkat** Qadian

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد ۲۱　　احسان ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمطابق جون ۲۰۰۲ء　　شمارہ 6

نگران: محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
زین الدین حامد

نائبین
نصیر احمد عارف
عطاء الٰہی احسن غوری
شاہد احمد ندیم

مینجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم۔

دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان صاحب انسپکٹر مشکوٰۃ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

اداریہ	2	نفسیاتی بیماریوں کا اسلامی علاج	23
کلام الامام	4	ملک ملک کی سیر (2) البانیا	28
مجلس عرفان	5	Name Plate	30
صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کی نماز تہجد کی دلکش ادائیں	11	اخبار مجالس	35
حضرت راجہ عطا محمد خان صاحبؓ	20	وصایا 15160 تا 15169	38

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)

By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

عملی نمونہ کی ضرورت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ عالمگیر کو اپنی تبلیغی مساعی میں نہایت خوشنما پھل عطا ہو رہے ہیں۔ مختلف تہذیب و تمدن کے حامی کثرت کے ساتھ اس چشمہ شیریں کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں۔ ان سب کو سنبھالنا اور ان کو نظام جماعت کا فعّال حصہ بنانا، جن عظیم الشان مقاصد کے لئے جماعتِ احمدیہ کا قیام ہوا ہے انکی طرف انکی رہبری کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ جہاں تک دلائل کا تعلق ہے آج جماعتِ احمدیہ اس میدان کی لاثانی شہسوار ہے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ صرف زبان سے قائل کرنا مقصود نہیں بلکہ اسلام کے صحیح عقائد ان کی رگوں میں داخل کرنا، انکی فطرت اور عادات کا جزء لا ینفک بنانا، اسلام کی محبت ان کے دلوں میں اس قدر راسخ کرنا کہ ان کا دل تجلّیِ الٰہی کا مرکز بنے، ان کے دلوں سے وہ نور پھوٹے جو ''مبدء الانوار'' کی طرف دوسروں کی راہ نمائی کرنے والا ہو۔ اور ان کے دلوں میں وہ آتش محبتِ الٰہی پیدا ہو جو تمام اندرونی غلاظتوں اور آلائشوں کو دھو ڈالے ،نفسانی جذبات اور ادنیٰ خواہشات کو جلا کر خاکستر کر دے اور محبت الٰہی کا لازوال چشمہ عرفان ان کے دلوں سے پھوٹے۔ ایسی عظیم الشان تبدیلی پیدا کرنا محنت اور جانفشانی کا متقاضی ہے۔ ان کے سامنے ایک اسوۂ حسنہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اعمال واقوال، عادات و کردار، حرکات وسکنات سے یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم جن عقائد ونظریات کے دعویدار ہیں نرے دعوے ہی نہیں بلکہ ہم اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات کی بناء پر یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی میں یہی تو خوبی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور تربیت کے وہ زندہ تصویر بن چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا عملی نمونہ تھے۔ تب بھی تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو انکی زندگیوں میں ہی ''رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ'' کے خطاب سے نوازا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے بارے میں یقین محکم کے ساتھ یہ اعلان فرمایا:

اصحابی کا لنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کسی کی بھی تم پیروی کرو گے تم راہِ راست کو پاؤ گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے نتیجہ میں وہ لوگ آسمانِ روحانیت کے درخشندہ ستارے بن چکے تھے۔ ان کے دلوں سے پھوٹنے والے علم وعرفان کے نور سے دور سے ہی لوگ آگاہ ہوتے تھے۔ انکی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا پرتو تھی۔ آج ہمیں بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم جیسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

مشکوٰۃ کے زیرِ نظر شمارہ میں صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کے قابلِ تقلید عظیم زندگی کے کچھ واقعات درج ہیں جو آسمانِ روحانیت میں پرواز کی تمنا رکھنے والوں کے لئے یقیناً مشعلِ راہ ہیں۔

قرآن کریم کے مطابق ''تزکیہ نفس'' راہِ سلوک کی پہلی سیڑھی ہے۔اسکے بغیر خدائی نور کو اپنے اندر جذب نہیں کیا جاسکتا۔تمام اعمال کا مرکز دل ہی تو ہے۔انسان کا نفس ایک کارخانہ کی مانند ہے۔اسکے منتجات (Products) کی کوالٹی اور جودت اور معیار کے مطابق ہی اسکی قیمت مل سکتی ہے۔یہی حال انسانی اعمال کا ہے۔اس لئے سب سے پہلے تزکیہ نفس بہت ضروری ہے۔انسان کے نفس میں مختلف قسم کے جذبات و خیالات سمندر کی طرح موجزن ہیں۔داعی الی الخیر اور داعی الی الشر کی کشمکش چلتی رہتی ہے۔کبھی غالب آجاتا ہے اور بسا اوقات مغلوبیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اس بنیادی حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے:

''نفس کو مارو اس سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار''

انسانی نفس مختلف وسائل و ذرائع سے انسان کو اسکے اصل مقاصد سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔اور ہلاکت کے سامان کرتا ہے۔ نفس کو راہِ راست پر لانے کے لئے، اسکے برے جذبات اور خیالات کو پامال کرتے ہوئے اسکی تمام تر قوتوں اور صلاحیتوں کو اور جھکاؤ کو تقربِ الٰہی کی طرف کرنے کے لئے راتوں کو اٹھنا بہت مفید ہے۔قرآن کریم بار بار اسکی طرف توجہ دلاتا ہے۔اور ہزارہا بزرگان کا یہ آزمودہ نسخہ ہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا ہے:

ترکو الغبوق و بدلوا من ذوقهم
ذوق الدعاء بليلة الا حزان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے نتیجہ میں صحابہ کرامؓ نے غبوق یعنی صبح کی شراب چھوڑ دی۔انہوں نے اس فانی شراب کے ذوق کو غمزدہ راتوں کی دعاؤں کے ذوق میں تبدیل کر دیا۔

پس آج ہمیں بھی اپنے اندر ایسی ہی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔اور اپنے ذوق کو بدلنے کی ضرورت ہے۔دنیا کی زیب و زینت سے دل برداشتہ رہ کر دین کے اغراض کے حصول کے لئے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔تا کہ ہم اپنے عملی نمونہ سے یہ ثابت کرسکیں کہ جن عقائد و نظریات کے ہم دعویدار ہیں عملی رنگ میں ثابت کرنے کے لئے بھی تیار ہیں تا کہ آنے والے نومبائعین کے لئے ہم ایک نمونہ ٹھہریں۔اللہ تعالیٰ اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(زین الدین حامد)

ھوالشافی ہومیوپیتھک کلینک قادیان
We Treat but Allah Cures
۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R)-20432
۲) ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R) 20351
محلہ احمدیہ قادیان
143516 پنجاب
Ph:-(Clinic)
01872-22278

کلام الامام

نماز میں لذت نہ آنے کی وجہ
اور
اس کا علاج

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سُست اس لئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اُس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے۔ اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سُستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پُوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سرنہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ اُن کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اَور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سُننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا اُن کے دل دکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابلِ رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ اُن کی دُکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔ پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دُعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں۔ نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔ کھایا ہوٗا یاد رہتا ہے۔ دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے۔ اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اُس کی ساری حالت بہ اعتبار اُس کے مجسّم ہوکر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں اگر تعلق نہ ہو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھکر سردی میں وضو کرکے خوابِ راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے۔ وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو؟ مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے درپے پیالے پیتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اسکو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسے سرور کا حاصل کرنا ہو۔ اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں کہ اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت اُن مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اُس سے ہوتے ہیں۔ اور احسان پیش نظر رہے۔ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دُعا کرے۔ کہ وہ نماز جو کہ صدّیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔ یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے۔ یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ نماز فواحش اور بُرائیوں سے بچاتی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ رُوح اور نہ راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکر مارتے ہیں۔ اُن کی رُوح مُردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا نام حسنات نہیں رکھا۔ اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا نہیں رکھا حالانکہ معنی وہی ہیں۔ اس لئے کہ تاکہ نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً بُرائیوں کو دور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور رُوح وہ دُعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔'' (ملفوظات ص 57-155)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی

مجلس عرفان

ریکارڈنگ 16 مارچ 1991ء

سوال: کیا نماز عشاء کے بعد وتر پڑھ کر نوافل پڑھے جاسکتے ہیں؟

جواب: وتر پڑھ کر نوافل کا شوق کیا ہے سوال تو یہ ہے۔ اگر وتر کے بعد اچانک کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کوئی غم کی خبر کوئی فکر کی۔ تو اس کے لئے سوائے ان اوقات کے جن میں نماز ممنوع ہیں ہر وقت نفل ہوسکتا ہے۔ لیکن بالعموم سنت کی متابعت کرنی چاہئے۔ اور سنت یہی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام نوافل کو آخر پر ایک رکعت پڑھ کر وتر بنا دیا کرتے تھے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی کی کوئی خاص حکمت ہے۔ فرائض میں بھی یہی حال ہے۔ سب فرائض جفت ہیں سوائے مغرب کی نماز کے اور اسے اللہ تعالیٰ نے ایک رکعت زائد کرکے وتر بنایا۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روح کی پیروی فرمایا کرتے تھے اس لئے نوافل کے بارہ میں اگر کوئی واضح وحی نہیں بھی ہوئی تو میں سمجھتا ہوں فرائض کی متابعت میں آپؐ نے نوافل کو بھی وتر بنایا ہے۔ اسلئے یہ اتنی بڑی حکمت ہے کہ اس کے پیش نظر وجہ ہی کوئی نہیں کہ کوئی شخص وتروں کے بعد نوافل کو سوچے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے منع نہیں ہے۔ اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: بنکوں میں Saving رکھی جاتی ہے کیا اس پر سود لینا جائز ہے؟ باہر ہر وقت چوری کا خطرہ رہتا ہے۔

جواب: یہ عجیب بات کی ہے کہ چوری کے خطرے کی خاطر اگر بینک میں جمع رکھتے ہیں تو جو چوری سے بچ گیا ہے اس پر سود لیں گے تو خدا کی چوری کریں گے۔ چوروں کو چوری سے بچانے کے لئے آپ خود چور بن بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی اجازت نہیں دی اس کا استعمال چوری ہے۔ تو بعینہٖ ان کا سوال الٹ جاتا ہے ان پر۔ چوروں کو تو چوری سے بچا رہے ہیں اپنے آپ کو بھی تو چوری سے بچائیں۔ وہ مال کسی کا نہیں ہے سوائے اس کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کو واپس لوٹا دیا جائے۔

سوال: کیا چندہ جات براہ راست مرکز میں ارسال کئے جاسکتے ہیں؟

جواب: چندہ جات مرکز میں ارسال کرنے کا سوال کافی گہرا ہے۔ عام طور پر یہ سوال ان لوگوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے جن کی مقامی جماعت سے لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اختلاف ہوتے ہیں اور اتنے وہ جماعت سے ہٹے بھی نہیں ہوتے کہ وہ اپنے آپ کو چندوں سے اور قربانیوں سے محروم کرلیں۔ تو یہ پھر رستہ نکالتے ہیں کہ چلو مقامی جماعت کو دینے کی بجائے براہ راست چندہ بھیج دیں۔ اگر اس روح کے ساتھ بھیج رہے ہیں تو آپ کا چندہ مرکز بھی قبول نہیں کرے گا۔ ایسے روپے کی سلسلے کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نظام جماعت کے سامنے سر جھکائیں اسی میں بہتری ہے۔ نظام جماعت خدا تعالیٰ کا نمائندہ نظام ہے۔ اور اس میں انفرادی تعلقات کا سوال باقی نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کی کسی سے لڑائی ہو یا اختلاف ہو مگر نظام جماعت میں آکر آپ کو سر تسلیم خم کرنا چاہئے۔

سوال: کتنے میل کا سفر ہو تو روزہ رکھا جاسکتا ہے اور کتنے میل کا سفر ہو تو روزہ نہ رکھا جائے؟

جواب: سفر کے متعلق میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سفر اختیار فرمائے ہیں انکے متعلق قطع طور پر ہمیں میلوں کا حساب نہیں ملتا۔ لیکن سفر لفظ قرآن کریم نے رکھا ہے اس کی فاصلے کی تعین نہیں کی اس میں بہت بڑی حکمت ہے اور وہ حکمت یہ ہے کہ زمانے کے بدلنے سے سفروں کی تعریف بھی بدلتی جاتی ہے۔ ایک سفر وہ تھا جو اس زمانے میں کیا جاتا تھا۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ ایک منزل بارہ میل سے لیکر بارہ بیس میل تک ہوتی تھی۔ تو اس خیال سے بعض علماء نے 12 سے 20 میل کے درمیان کا فاصلہ سفر کا فاصلہ قرار دیا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے اور اب تو خاص طور پر میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ ایک شہر میں ہی ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک سو میل کے قریب بن جاتا ہے۔ میں جب اٹھہتر (78ء) میں امریکہ گیا تھا تو شکاگو میں ایک ایسے گھر میں ٹھہرے ہم جہاں وہ ایک کنارے پر واقع تھا۔ دوپہر کو ہمارا کھانا کہیں تھا وہاں تک کا فاصلہ ستر (70) میل کے قریب تھا یا کچھ زائد اور پھر رات کا کھانا کہیں اور تھا وہاں بھی ستر اسی میل کا فاصلہ طے کر کے پہنچے جو کم وبیش اتنا ہی ہے جتنا ربوہ سے شیخوپورہ چلے جائیں یا لاہور کے کنارے تک پہنچ جائیں اور وہ سفر نہیں تھا ہمارا دل بتاتا تھا۔ سب جانتے تھے ہم کہ یہ سفر نہیں ہے Trip ہے۔ شہر کے اندر اتنے بڑے بڑے فاصلے ہوتے ہیں لیکن اگر انسان سفر پر نکلے اور ارادہ سفر کا ہو تو اس سے کم بہت کم فاصلے بن سکتے ہیں۔ انسانی مزاج بتاتا ہے اس کی نیت کا دخل ہوتا ہے کہ ہم سفر پر چل رہے ہیں کہ نہیں۔ اس لئے میلوں میں سفر ناپنا نہ درست ہے نہ کوئی قطعی سند ایسی ملے گی کہ اتنے میل پر سفر شروع ہوتا ہے۔ جب آپ گھر سے بے گھر ہوتے ہیں اور کچھ عرصے کے لئے یہ ارادہ کر کے نکلتے ہیں کہ ہم اب باہر رہیں گے تو سفر شروع ہو جاتا ہے۔ سفر شروع ہونے کے بعد پھر یہ بحث نہیں رہتی کہ تھوڑا سفر کیا ہے یا زیادہ کیا ہے اگر آپ سفر کی نیت سے نکلے ہیں تو تھوڑا سفر کرنے پر بھی آپ کا سفر شروع ہو جاتا ہے اور یہی حال واپسی کا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق روایت ملتی ہے کہ جب آپ سفر سے واپس آیا کرتے تھے تو شہر میں داخل ہونے سے پہلے جو نماز پڑھتے تھے وہ قصر کرتے تھے۔ حالانکہ شہر ہو سکتا ہے کوس دو کوس کے فاصلے پر رہ گیا ہو۔ تو یہ سارے معاملات نیتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس ضمن میں ایک اور بحث جو اٹھائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اب ہمارے سفر خواہ کتنے بھی لمبے ہوں وہ آرام دہ ہو گئے ہیں اس لئے سفر کی جو سہولتیں قرآن کریم نے دی ہیں ان سے استفادہ جائز نہیں۔ یہ بات بھی غلط ہے جو اور انسانی فطرت کے خلاف ہے اور قرآن کریم کا جو مرتبہ ہے اس کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں یہ بات پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں جب اللہ تعالیٰ سفر کی سہولت دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ ہر زمانے میں سفر کس کس کیفیت سے گزریں گے اور آسان ہوں گے یا مشکل ہوں گے یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ پھر ہر سفر اس اس زمانے میں بھی تو ایک جیسا نہیں تھا۔ کچھ خواتین اونٹوں پہ ہودج میں بیٹھ کر سفر کرتی تھیں کچھ کو کہار اٹھا کر پھرا کرتے تھے۔ کچھ پیدل چلنے والے تھے کچھ سوار تھے۔ گرمیوں کے سفر تھے سردیوں کے سفر تھے۔ مختلف سفروں کی کیفیات اس زمانے میں بھی ادلتی بدلتی تھیں تو اس زمانے میں اگر سفر کی کیفیات بدلی ہیں تو یاد رکھنا چاہئے کہ انسانی مزاج بھی تو بہت بدل چکے ہیں۔ اس زمانے میں ایسی بھی شہادت ملتی ہے کہ ہمایوں نے ایک سو میل کی منزل گھڑسواری کے ساتھ کی ہے۔ جب اس کی منہ بولی بہن کی طرف سے فریاد آئی تھی کہ کوئی خطرہ لاحق ہوا تھا تو اسنے سو میل کی منزل ماری تھی پس وہ بھی لوگ تھے جو ایسے کڑے بدن کے تھے کہ سو سو میل کی منزلیں گھوڑے پر طے کرتے تھے۔ آج حال یہ ہے کہ دس بارہ میل

گھوڑے پر جو کرلے تو جوڑ جوڑ دکھنے لگتا ہے۔تو اس لئے مزاج بھی بدلے ہیں۔اب دیکھ لیجئے سفر کتنے ہی آسان ہوگئے ہوں۔ جو شخص چھ گھنٹے میں جیٹ (Jet) میں بیٹھ کر لندن سے امریکہ پہنچتا ہے وہاں پہنچتے پہنچتے اس کا تھکاوٹ سے یہ حال ہو جاتا ہے کہ باقاعدہ اس کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ تم فوری طور پر اپنی کسی اہم میٹنگ میں نہ جاؤ اور ڈرائیونگ خود نہ کرو Jet Lag ہوگیا ہے۔تو زمانہ بدلا ہے تو ساری کیفیات بدلی ہیں۔اسلئے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا جہاں آپ سمجھتے ہیں کہ سفر ہے وہاں سفر کی صعوبتیں ضرور ہوتی ہیں۔گھر کی اور بات ہے سفر کی اور بات ہے۔وہ پنجابی میں کہتے ہیں:

جیہڑے عیش چوبارے نہ بلخ نہ بخارے

سوال: قرآن میں بعض جگہ لڑائی کا حکم ہے اور بعض جگہ صبر کا۔سوال یہ ہے کہ صبر کس صورت میں کرنا چاہئے اور بدلہ کس صورت میں لینا چاہئے؟

جواب: قرآن کریم ہمیں جو احکام عطا فرماتا ہے اس میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ان کے اندر شامل اور مضمر سمجھی جاتی ہیں۔مثلاً ملک میں ایک قانون کی حکومت ہے وہ قانون آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ اپنے بعض بدلے خود لیں تو قرآن کریم کی اجازت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت دی جارہی ہے۔اس لئے ملکی قوانین، بنیادی عالمی قوانین وغیرہ ان سب کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے قرآن کریم کی آیات کا مفہوم سمجھنا چاہئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی جب انفرادی اختلافات تھے ان پر بھی کبھی کسی کو اپنی طرف سے بدلہ لینے کی اجازت نہیں تھی۔اگر کوئی کرتا تھا تو قانون شکنی کر کے کرتا تھا۔حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں شکایات پہنچتی تھیں اور فیصلے وہاں سے صادر ہوتے تھے پس اگر قرآن یہ کہتا ہے کہ تم قتل کا بدلہ قتل کے ذریعہ لے سکتے ہو تو وہاں یہ باتیں مضمر ہیں کہ جہاں اجازت ضروری قرار دی گئی ہے اس دائرے کے اندر رہتے ہوئے ایسا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے بعض دفعہ شکایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی یہودی کے خلاف کہ اس نے ہم پر یہ ظلم کیا ہے مثلاً ایک صحابیؓ ایک دفعہ سفر پر تھے کہ خیبر کے قریب ایک قافلہ تھا مسلمانوں کا ان میں سے ایک صحابیؓ قتل ہوگئے اب انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ نہیں لیا واپس آئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا ہے اور آپؐ نے جواباً پوچھا کہ کوئی گواہ ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ گواہ کیسے وہ تو دشمنوں کا علاقہ تھا۔آپؐ نے کہا یہ بحث نہیں ہے بغیر گواہی کے میں کوئی فیصلہ نہیں دوں گا۔اس لئے اگر کوئی گواہ نہیں ہے تو خدا پر معاملہ ہے۔تمہیں اس کے جواب میں قتل کی اجازت نہیں۔یہ ہے اسلام کا قانون جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بہتر سمجھا اور سب سے بہترین رنگ میں اسے نافذ فرمایا یہ ساری باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں۔مختلف حالات کے مطابق ہر اجازت سے استفادہ بھی ضروری نہیں ہوا کرتا اور اجازت ہونے کے باوجود یہ نہیں ہوا کرتا کہ ضرور اس اجازت سے فائدہ اٹھاؤ یا ضرور اس پر عمل کرو۔چنانچہ قرآن میں بدلے کے معاملے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) اور اگر تم انتقام لو (۔) تو تم اس سے زیادہ بدلہ نہ لو جتنا تم پر ظلم کیا گیا ہے (۔) پس لیکن اگر تم صبر کرو (۔) تو یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی اچھا ہے۔یہ قرآن کریم کا حکم ہے اور یہ فیصلہ امام کا کام ہے کہ اس وقت بدلہ لینا بہتر ہے یا صبر کرنا بہتر ہے اور صبر کرنا ہر حال میں بہتر ہے سوائے اس کے کہ قوم کے مٹنے کا خطرہ لاحق ہو اور ایسی صورت حال پیدا ہو جائے جیسا کہ مدینہ پر دشمن بار بار حملہ آور ہوا ہے وہاں جواب دینا ایک بے اختیاری ہے وہاں اس فیصلے کا کا سوال ہی نہیں ہے۔یہ مراد نہیں ہے صبر سے کہ دشمن تلواریں چلا رہا ہے اور تم صبر کر کے نیچے

بیٹھے رہو۔ مراد یہ ہے کہ اگر تم پر ظلم ہو چکا ہو تو اس کے بعد تم بدلہ لے سکتے ہو لیکن نہ لینا بہتر ہے اگر تم صبر کر سکتے ہو۔ پس صبر کی شرائط کے ساتھ اس کو اچھی طرح سمجھنے کے بعد اگر وقت کے امام کا یہ فیصلہ ہو کہ صبر ہی کرنا ہے تو آپ کو بدلے کے بارہ میں سوچنا بھی نہیں چاہئے۔ پاکستان سے روانہ ہونے سے پہلے میں نے آخری نصیحت جماعت کو یہ کی تھی کہ صبر کرو اور میں نے ان کو یاد کرایا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے جب 74ء کے مظالم کا دور آیا ہے تو آپ نے نصیحت فرمائی تھی کہ اپنی مسکراہٹوں کی حفاظت کرو اور میں نے چلنے سے پہلے یہ نصیحت کی تھی کہ اپنے غم کی حفاظت کرو۔ اور اسے صبر میں ڈھالو۔ اور اس سے تمہیں بہت بڑی طاقت عطا ہوگی۔ اس کا اتنا بدلہ باہر مل رہا ہے آپ کو ابھی تک ہوش ہی نہیں۔ آپ ہاتھ اٹھا کر کسی کو مار بھی ڈالیں گے تو کیا ہاتھ میں آئے گا۔ اس کے بدلے میں دس ہزار اور معصوموں پر ظلم کر دیئے جائیں گے اس لئے تھوڑی سی عقل سے بھی کام لیں صرف میرے حکم کی بات نہیں ہے حالات کا جائزہ لے کر دیکھیں اس سے بہتر اور کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ ظلم کے باوجود تمہیں صبر کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ اللہ کہتا ہے (۔) کہ اگر تم صبر کرو گے تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت بہتر ہے۔

سوال: خیرات اور صدقے میں کیا فرق ہے؟

جواب: خیرات تو ایک عام لفظ ہے۔ خیرات میں ہر نیکی شامل ہے۔ ہر بھلائی ہے۔ اور خیر کا لفظ تو اتنا وسیع لفظ ہے کہ امت محمدیہؐ کے لئے لفظ خیر کا استعمال ہوا ہے۔ (۔) تم بہترین امت ہو جو کبھی دنیا کے فائدہ کے لئے نکالی گئی۔ پس خیر کا لفظ بالکل عام لفظ ہے اور خیر کے تعلق میں خیرات کا معنی ہے ایسی نیکیاں ایسی بھلائیاں جو خواہ لفظی ہوں خواہ عملاً مدد کی صورت میں ہوں خواہ وہ مال و دولت یا کپڑے روٹی کی صورت میں کسی کو دی جائیں یہ ساری خیرات میں آتی ہیں۔ مگر صدقہ و خیرات کا محاورہ بھی استعمال ہوتا ہے اور میرا خیال ہے سوال کرنے والے کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ صدقہ بعض لوگ نہیں کھاتے اور خیرات سب کھا لیتے ہیں۔ اس لئے جب تم کسی کو صدقہ دو تو کچھ طبیعتیں متنفر ہوتی ہیں کہتے ہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھائیں گے یہ جو لفظ صدقہ ہے ان معنوں میں خیرات کے مقابل پر ایک خاص معنے رکھتا ہے اور اس میں کچھ ایسے معنے بھی داخل ہو چکے ہیں جو ہمیں ہندوستان میں ہندو تہذیب اور کلچر سے ورثے میں ملے ہیں۔ ہندوؤں میں یہ خیال پایا جاتا تھا کہ ایک بلا کسی دوسرے کے سر پر بھی ڈالی جا سکتی ہے۔ اپنے سے ٹال کر دوسرے پر ڈال دی جائے۔ اور وہ جو بعض دفعہ پُن کیا کرتے تھے اس کے ساتھ یہ روایتیں یہ تصور بھی شامل تھا کہ ہماری بلا ٹل رہی ہے اور اس ضمن میں بعض دفعہ ٹونے ٹوٹکے سے بھی کام لیتے تھے۔ بعض دفعہ جب صبح صبح جب سڑک پر ہم سیر کے لئے نکلتے تھے تو کئی جگہ انہوں نے چھوٹے ٹونے ٹوٹکے بچھائے ہوتے تھے کہ جس کا پاؤں اس پر پڑ گیا ہماری بلا اتر کر اس کے گلے پڑ جائے گی۔ اور میں اکثر اس کو پاؤں سے مسل کر گزرتا تھا ٹھوکر مار کر اور کبھی کوئی بلا نہیں پڑی۔ عام طور پر اسی قسم کا تصور خواہ وہ ان سے لیا گیا ہو یا نہ لیا ہو ہمارے معاشرے میں یہ پایا جاتا ہے۔ تو صدقہ جو ہے اسکے ساتھ بلا وابستہ ہے اس کے ساتھ کوئی بیماری لگی ہوئی ہے اور صدقے کا گوشت کھانا ان چیزوں سے کراہت کرنا طبعاً فطرت میں داخل ہے۔ جب خدا کی خاطر بکرا ذبح کر کے آپ لوگوں کو دیں تو کئی دفعہ پوچھتے ہیں کہ یہ عام ہے خیرات یا صدقہ ہے۔ صدقہ کہو تو کہتے ہیں کہ صدقہ نہیں ہم کھائیں گے۔ اس قسم کا خوف وابستہ ہے۔ صدقے میں ایک ایسا عنصر شامل ہو گیا ہے جس کا دراصل تعلق خالصۃً حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اہلِ بیت سے تھا۔ جو صدقات دیئے جاتے تھے غریبوں میں تقسیم کرنے کے لئے

انذار کے پیشِ نظر بلا ٹالنے کے لئے خیرات کی تلقین تھی اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اہلِ بیت کو صدقہ استعمال کرنا ممنوع فرمادیا گیا۔اس میں آپ کی حرمت ہے۔صدقے کی خرابی کے پیشِ نظر نہیں ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیت کی حرمت ان معنوں میں ہے کہ آنحضور گا تو سب دنیا پر احسان ہے۔پس ایسا کوئی مال جسمیں احسان کرنے کا کوئی معنی پایا جاتا ہو گویا کہ ایک مجبور کو جس کے پاس کچھ نہ ہو اس کو دیا جارہا ہے اس سے حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ اور آپؐ کے اہلِ بیت مبرا ہیں اس سے بالا شان رکھتے ہیں ان معنوں میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ صدقہ آپ پر منع فرمایا گیا۔لیکن صدقے والی چیز کے ساتھ براہِ راست کوئی عیب وابستہ نہیں فرمایا گیا یہ بالکل غلط خیال ہے۔وہ ایسی ہی چیز ہے جیسے خیرات کی کوئی چیز ہے۔

اس کے ساتھ کوئی بلا نہیں لگی ہوئی کوئی نحوست نہیں چمٹی ہوئی۔اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے پاس تشریف لائے تو ہنڈیا میں کچھ گوشت ابل رہا تھا۔آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ بریرہ لونڈی کو صدقہ ملا تھا اس نے ہمیں ہدیہ بھیجا ہے۔تو آنحضور صلی اللہ علیہ سلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اٹھا کر پھینکو باہر یہ سب کیا ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ بریرہ کے لئے یہ صدقہ ہے اور ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔جب اس نے ہمیں بھیجا تو ہمارے لئے یہ تحفہ ہو گیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو صدقہ دیا جاتا ہے وہ پورا مالک بن بیٹھتا ہے اور اپنی ملکیت کو خواہ وہ بیچے خواہ وہ تحفۃً کسی کو دے اس کی چیز کی نوعیت بدل جاتی ہے اور خود کھا کر یہ تو ہمات امت کے دور فرمادئے کہ صدقے کی چیز کو لوگ کتنا برا سمجھتے ہیں کوئی تحفہ میں دے تو کہیں گے نہ نہ .... ہمارے پاس سے ہٹالو۔لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کیا مرتبہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی آپ گا بلند مرتبہ ہونے کا ثبوت ہے۔بڑا ہی وسیع دل اور بڑی شان رکھتے تھے۔لوگوں کے دلوں سے وہم دور کرنے کے لئے اس گوشت کو کھایا فرمایا ہمارے لئے تحفہ ہے ٹھیک ہے اس میں کوئی خرابی کی بات نہیں۔تو خیرات ایک عام لفظ ہے اور صدقہ بالعموم ایسی خیرات کو کہا جاتا ہے جو بری خوابیں ڈراؤنی خوابیں دیکھ کر یا ویسے ہی سفر پر جانے سے پہلے بعض عورتوں کو وہم ہوتا ہے کہ کچھ ہو نہ جائے یا کسی بچے کے متعلق وہم آگیا کہ اس کو نہ کچھ ہو جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں۔یہ اس کا مفہوم ہے۔اللہ کو صدقے کی کوئی احتیاج نہیں ہے اور اسکا راضی ہونا اس کے بغیر بھی ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بہانا بنادیا ہے غریبوں کی ہمدردی کا۔پس جو بلا ٹالنے سے تعلق رکھتا ہے وہ صدقہ ہے جو ویسے عمومی بنی نوع انسان کے بارے میں انسان خرچ کرتا ہے وہ خیرات ہے۔

سوال: اگر نماز پڑھتے وقت، تلاوت کرتے وقت یا نظم پڑھتے وقت یہ خیال آجائے کہ لوگ نمازی کہیں گے یا یہ کہیں گے کہ اچھی آواز ہے داد دیں گے تو کیا اس شخص کو نماز یا کوئی نیک عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: یہ تو ایسی ہی بات کر رہے ہیں کہ ایک برائی سے بچنے کے لئے اس سے زیادہ برائی میں مبتلا ہو جاؤ۔یہ کیوں نہیں کہا کہ اگر ایسا خیال آجائے تو انسان شیطان کے منہ پر تھوکے استغفار کرے اور لاحول پڑھے یہ کیوں خیال آگیا کہ نماز سے ہی چھٹی کر جاؤ۔نماز سے چھٹی تو آپ کے اختیار میں نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو چاہیں کریں نماز سے تو آپ بچ نہیں سکتے۔اور بچیں گے تو اپنی ہلاکت کا سامان کریں گے۔اس کی راہ میں جو خطرے ہیں صرف یہی نہیں اور بھی کئی قسم کے خطرات ہیں۔سستیاں، غفلتیں کئی قسم کے خیال دل کو گھیر لیتے ہیں تو ان سے استغفار کرتے ہوئے بچنے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ضروری ہے۔جب ریاکاری کا خیال آئے اس کو دل سے نکال

دیں۔استغفار کریں۔اور اس کا علاج یہ ہے کہ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھا کریں کہ جب کوئی نہیں دیکھتا اور اگر کوئی آواز اچھی ہے تو اکیلے اس وقت تلاوت کرلیا کریں۔تاکہ جو وہم پیدا ہوئے تھے دل سے مٹیں۔

سوال: میں نماز فجر اور عشاء تو گھر میں پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن درمیان کی تین نمازیں وقت پر پڑھتا ہوں لیکن ساتھ ساتھ کام بھی کررہا ہوتا ہوں لیکن دل میں وہم ہے کہ میں غلط کررہا ہوں۔ مجھے بتائیں کہ ٹھیک کرتا ہوں یا غلط............

جواب: ایسی نماز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ساتھ فیکٹری کا کام کررہے ہیں اور دل میں نماز پڑھ رہے ہیں۔یہ پتہ نہیں کہاں سے انہوں نے نماز ایجاد کرلی ہے۔اور ابھی وہم ہے اس وہم کو دل سے نکالیں یقین پیدا کریں۔یہ بالکل جھوٹی نمازیں ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سفر کے دوران سواری پر بیٹھ کر نماز کی اجازت دی ہے اور اس میں آپؐ چونکہ ہاتھوں سے اور دوسرے کام نہیں کررہے اس لئے یہ سمجھ آسکتی ہے لیکن اس اجازت کے باوجود آپؐ کے غزوات کے واقعات دیکھ لیں سفروں کے واقعات دیکھ لیں۔ پڑاؤ کر کے جہاں جہاں تک ممکن ہوسکتا ہے ہمیشہ زمین پر اتر کر باقاعدہ جماعت بندی کر کے نماز پڑھی ہے اگر اتفاقاً کوئی ایسا وقت آجائے کہ بہت مجبوری ہو تو سواری کی پیٹھ پر بھی اور کچھ اس لئے بھی یہ حکم ہے کہ آئندہ زمانے میں ایسی سواریاں بنی تھیں جہاں سے اتر کر کے نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ ہمارے وہم دور فرمادئے سب ہوائی جہاز سے اتر کے کیسے نماز پڑھیں گے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کیونکہ آپ ہر زمانے کے نبی ہیں۔اس لئے ہر زمانے پر نظر ہے اس سواری پر نماز کی اجازت کے ساتھ آئندہ کے لئے ہم سب کے وہم دور فرمادیئے۔

مگر یہ کبھی نہیں کہا کہ روٹیاں بھی پکاؤ اور نماز بھی پڑھی جاؤ ساتھ ساتھ۔ذکر الٰہی اور چیز ہے ذکر الٰہی کرو۔دست با کار دل بایار وہ تو الگ بات ہے۔لیکن آپ کی وہ جو تین نمازیں ہیں وہ تو گئیں اب قضائے عمری کا تو موقع نہیں ہے۔آج سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے اپنی نمازیں ٹھیک کرلیں۔

سوال: جنت کے باغات اور پھلوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: اگر ذکر الٰہی میں لطف آتا ہے اور مزا آتا ہے تو وہی ذکر الٰہی آپ کے لئے جنت کے باغ بن جائے گا۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر بڑا احسان فرمایا یہ وضاحت فرما کے کہ جس قسم کی تم ظاہری جنت کی تمنائیں لئے بیٹھے ہو وہ صرف ایک قسم کے روحانی مضامین کا بیان ہے اور جہاں تک لطف کا تعلق ہے دنیا کے باغات سے بہت زیادہ بڑھ کر ہوگا۔اور بہت زیادہ احساس ہوگا لطف ہوگا اور لطف کی جو بات ہے اس کا مادے سے اتنا تعلق نہیں ہے جتنا احساس سے ہے۔آپ کا شعور لطف کا فیصلہ کرتا ہے ایک ہی چیز آپ کھاتی ہیں اور طبیعت متلا جاتی ہے وہی چیز دوسرا مزے سے کھا رہا ہوتا ہے۔اس لئے یہ جو آخری شکل میں احساس ہے یہ محض لہروں کا نام ہے جو دماغ میں برقی لہریں چلتی ہیں۔تو روحوں کی لہریں ذکر الٰہی کے ساتھ ٹیون (Tune) کر جائیں گی اور وہاں ذکر الٰہی کا وہ لطف آئے گا کہ یہاں آپ تصور بھی نہیں کرسکتیں۔پس مزے لینے ہیں کہ باغوں میں پھرنا ہے خالی۔ان باغوں میں پھرنے کے بعد کچھ دیر کے بعد آپ بور ہو جائیں گی کیونکہ وہاں دودھ ہوگا اور شہد ہوگا۔کہاں تک شہد پئیں گی کہاں تک دودھ پئیں گی۔لیکن جو ذکر الٰہی کا لطف ہے وہ لامتناہی اور متنوع ہے اور وہ جنتیں ہیں دراصل جن کی طرف آپ کو بلایا جاتا ہے۔لیکن یہ میں یقین دلاتا ہوں کہ ایسی چیز نہیں جس سے آپ کی طبیعت بھاگے وہ تو ناقابل بیان کشش رکھنے والی چیزیں ہیں جن کا تصور آپ یہاں نہیں باندھ سکتیں۔(بشکریہ الفضل ربوہ ۲۰ اپریل ۲۰۰۲ء)

آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہوگیا

صحابہ مسیح موعود علیہ السلام نماز تہجد کی دلکش ادائیں

میں اکثر دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں ﴿حضرت مسیح موعودؑ﴾

عبدالسمیع خان۔ ایڈیٹر الفضل

خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے مامورین کی قوت قدسیہ کا اصل ثبوت وہ پاک تبدیلی ہے جو دلوں میں پیدا ہوتی ہے وہ محبت الٰہی ہوتی ہے جو سینوں میں فروزاں ہوتی اور دنیا کی محبت کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے متبعین کی روحوں کو جس طرح عشق الٰہی سے منور فرمایا اس کا مظہر تہجد کی نمازیں ہیں جنہوں نے ایک مرے ہوئے عالم کو زندہ کر دکھایا اور راتوں کو دنوں میں تبدیل کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے .... میں اکثر ان کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔''

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 ص 315)

یہ پاک تبدیلی جو ایک بہت بڑے گروہ کے اندر پیدا ہوئی اس کا نقشہ حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے یوں کھینچا ہے:

جب سے میں بیعت میں داخل ہوگیا
تارک جملہ رذائل ہوگیا
تھا کبھی جو تارک فرض و سنن
اب وہ پابند نوافل ہوگیا

آیئے اب مسیحا کی روحانی شفایابی کی واقعاتی شہادتیں ملاحظہ کریں۔

سنت رسولؐ کے مطابق

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے لخت جگر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو حصول تعلیم کے لئے مصر روانہ فرمایا تو اپنی قلم سے انہیں نصائح کرتے ہوئے فرمایا:

''تہجد غیر ضروری نماز نہیں۔ نہایت ضروری نماز ہے جب میری صحت اچھی تھی اور جس عمر کے تم اب ہو اس سے کئی سال پہلے سے خدا تعالیٰ کے فضل سے گھنٹوں تہجد ادا کرتا تھا۔ تین تین چار چار گھنٹہ تک اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو اکثر مد نظر رکھتا تھا کہ آپ کے پاؤں کھڑے کھڑے سوج جاتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 ص 486 دوست محمد شاہد۔ دسمبر 67ء۔ ادارۃ المصنفین)

حضرت مصلح موعود کی لمبی نمازوں کا ایک مشاہدہ حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔ وہ بیان فرماتے ہیں:

ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا مگر جب میں مسجد مبارک میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے اس الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی پڑھ نہ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہوگیا اور میں بھی دعا میں محو ہوگیا اور میں نے دعا کی کہ یا

الٰہی یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ مجھ سے پہلے کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا میاں!

آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟

تو آپ نے فرمایا کہ

''میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے دین کو زندہ کر کے دکھا۔''

یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔

(سوانح فضل عمر جلد اول ص 151 حضرت مرزا طاہر احمد صاحب۔ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ دسمبر 1975ء۔ طبع اول)

نہیں بھولے گی

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اپنی ایک ناقابل فراموش یاد کا یوں ذکر کرتے ہیں۔

ایک واقعہ جس کا آج تک میرے دل و دماغ پر گہرا اثر ہے اور مجھے اس طرح لگتا ہے کہ جس طرح کل کا واقعہ ہو کہ میں رات کو اپنے قادیان والے گھر کے باہر والے مردانہ حصہ کے صحن میں سویا ہوا تھا، گرمیوں کا موسم تھا کہ میری آنکھ دردناک دل ہلا دینے والی کرب میں ڈوبی ہوئی آواز سے کھل گئی اور مجھے خوف محسوس ہوا۔ جب میں نیند سے پوری طرح بیدار ہوا تو مجھے احساس ہوا کہ حضرت مصلح موعود تہجد کی نماز، جو آپ حضرت ام ناصر والے مکان کے اوپر والے صحن میں ادا فرما رہے تھے جس کی دیوار ہمارے گھر سے ملحقہ تھی، کی دردناک دعاؤں کی آواز تھی۔ میں نے غور سے سننے کی کوشش کی تو آپ بار بار ''اھد نا الصراط المستقیم'' کو اتنے گداز سے پڑھ رہے تھے کہ یوں معلوم دیتا تھا کہ ہانڈی ابل رہی ہو اور مجھے یوں لگا کہ آپ نے اس دعا کو اتنی مرتبہ پڑھا کہ جیسے کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس رات کی یاد مجھے جب تک زندہ ہوں کبھی نہ بھولے گی۔

(الفضل 16 رفروری 2000ء)

15 سال کی عمر سے

ایک دفعہ حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ کی صاحبزادی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے کس عمر میں نماز باجماعت پڑھنی شروع کی تو فرمایا۔

نماز کے بارہ میں مجھے یاد نہیں البتہ تہجد کی نماز میں نے 15 سال کی عمر سے پڑھنی شروع کر دی تھی۔

(غیر مطبوعہ مقالہ سیرت حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ از لئیق احمد صاحب طاہر۔ موجود لائبریری جامعہ احمدیہ ص 178)

چھوٹی عمر سے

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے تہجد کی نماز چھوٹی عمر میں پڑھنی شروع کی تھی اور اللہ کے فضل سے کبھی ناغہ نہیں کیا۔

(رفقاء احمد جلد 6 ص 51)

فرشتہ جگا دیتا

حضرت میاں غلام رسول صاحبؓ بلا ناغہ نماز تہجد پڑھا کرتے اور اپنے رب کے حضور نصرت دین اور غلبہ احمدیت، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کی درازی عمر، صحت و سلامتی و خاندان مسیح موعودؑ اور بزرگان اور مربیان سلسلہ کے لئے نہایت انکساری کے ساتھ دعائیں مانگا کرتے تھے۔ شب بیدار تھے۔ اگر کبھی تہجد کے وقت اٹھنے میں دیر ہو جاتی تو کہتے تھے کہ فرشتہ مجھے کہتا تھا کہ اٹھ غلام رسول تہجد کا وقت ہو گیا ہے۔

(الفضل 7 رفروری 57ء)

الہام پر الہام

حضرت حافظ محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی آمد دے کر غمِ روزگار سے آزاد کردیا تھا۔ زرعی اراضی سے معقول آمد ہو جاتی تھی۔ جس سے گھر کی گزر اوقات اچھی ہو رہی تھی۔ اس لئے آپ نے اپنے اوقات کو تلاوت قرآن کریم پانچوں نمازیں مسجد مبارک قادیان میں ادائیگی میں مصروف رکھا۔ مسجد مبارک قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ نمازیں پڑھایا کرتے تھے اور نماز کے بعد قرآن مجید کا درس جاری تھا اور حضور مجلس عرفان میں رونق افروز ہوتے تھے اور اپنے چاہنے والوں کی روحانی مائدہ سے سیری کے سامان فرماتے۔ آپ تہجد مسجد مبارک میں جا کر ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے گھر میں بھی ایک حصہ عبادت کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ گویا آپ کا اوڑھنا بچھونا عبادت ہی عبادت تھا۔ وہ اپنے خودنوشت حالات میں لکھتے ہیں:

قادیان کی ابتدائی بود و باش کا ذکر ہے کہ ایک رات بڑی تشویش کی حالت میں غالباً آنسو جاری تھے کہ سو گیا۔ تہجد کے وقت جب نفل پڑھنے کے لئے اٹھا تو فوراً کشف کی حالت میں ایک الہام ہوا۔ ابھی اس کا شکر ادا کرنے ہی لگا تھا کہ دوبارہ اور الفاظ میں الہام ہوا۔ ابھی اس کا شکریہ ادا کرنے ہی لگا تھا کہ ایک ہاتھ دکھائی دیا جو نہایت نورانی تھا۔

اس نے ایک طرف ہاتھ کر کے بلند آواز سے فرمایا (۔) کہ صرف کافروں کی دعائیں رائیگاں جاتی ہیں۔ پھر بفضل الٰہی ملال جاتا رہا اور تہجد ادا کی۔

(حافظ محمد حسین ص27)

پاک مقصد

حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی صحابہ میں سے تھے۔ اور اسی زمانہ میں آپ کو نمازوں اور تہجد کی عادت ہوئی۔

آپ اپنے دوست حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ کے ساتھ قادیان جایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں:

ہم حضرت صاحبؑ کے پاس ایک تخت پوش پر سو رہتے اور ہمارا مقصد یہ ہوتا تھا کہ جب حضور تہجد کے لئے اٹھیں گے تو ہم بھی ساتھ ہی اٹھیں گے اور تہجد میں شریک ہو جائیں گے۔

(اصحاب احمدؑ جلد 13 ص210)

ایک دفعہ نماز تہجد کے لئے گھر سے نکلے تو کتے نے کاٹ لیا اور بہت خون نکلا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی اس محبت اور قربانی کو قبول کیا اور یہ الہام نازل ہوا

وہ ہمارا ہو گیا ہم اسکے ہوگئے سر بسر
بات ہے یہ راز کی قصہ مختصر

(اصحاب احمدؑ جلد 13 ص240 از ملک صلاح الدین صاحب، احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1967ء)

اندورنی صفائی

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحب بھیرویؓ بیان کرتے ہیں:

میرے والد سخت حنفی تھے۔ بندہ کو امرتسر جناب قاضی سید امیر حسین صاحب مرحوم کے پاس آنے سے احمدیت کا علم ہوا۔ بندہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ماہِ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کے ایام میں بہت دعا استخارہ کی۔ اور دعا میں یہ درخواست کی کہ مولیٰ کریم مجھے اطلاع فرما۔ کہ جس حالت میں اب ہوں یہ درست ہے یا جو اس وقت حضرت مسیح موعود کا دعوٰی ہے۔ وہ درست ہے۔ اس پر مجھے دکھلایا گیا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ لیکن روشنی بوجہ کسوف کے بہت کم ہے۔ جس سے تفہیم ہوئی۔ کہ تمہاری موجودہ حالت کا نقشہ ہے۔ دوسرے روز نماز عشاء کے بعد پھر رو رو کر بہت دعا کی۔ تو حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے خواب میں فرمایا کہ اصل دعا کا وقت جوف اللیل کے بعد کا ہوتا ہے۔ جس طرح بچہ کے رونے پر والدہ کے پستان میں دودھ آجاتا ہے۔ اسی طرح پچھلی رات گریہ وزاری خدا کے حضور کرنے سے خدا کا رحم قریب آجاتا ہے۔ اس کے بعد بندہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اختیار کر لی۔ اس کے بعد حضورؑ کی پاک صحبت کی برکت سے یہ فائدہ ہوا کہ ایک روز نماز تہجد کے بعد خاکسار سجدہ میں دعائیں کر رہا تھا کہ غنودگی کی حالت ہوگئی۔ جو ایک کشفی نظارہ تھا۔ ایک پاکیزہ شکل فرشتہ میرے پاس آیا۔ جس کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سفید کوزہ پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اور ایک ہاتھ میں ایک خوبصورت کارد (چھری) تھی۔ مجھے کہنے لگا کہ تمہاری اندرونی صفائی کیلئے آیا ہوں۔ اس پر میں نے کہا بہت اچھا۔ آپ جس طرح چاہیں صفائی کر لیں۔ چنانچہ اس نے پہلے چھری سے میرے سینہ کو چاک کیا۔ اور اس کوزہ کے صاف پانی سے اس کو خوب صاف کیا۔ لیکن مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ اور نہ ہی خوف کی حالت پیدا ہوئی۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے صبح کی نماز ادا کرنی ہے۔ اور یہ تمام بدن چیرا ہوا ہے۔ نماز کس طرح ادا کر سکوں گا۔ اس لئے ہاتھ پاؤں کو ہلانا شروع کیا۔ تو کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ اور حالت بیداری ہوگئی۔ اس کے بعد نماز فجر ادا کی۔ اس کے بعد حضورؑ کے فیض محبت سے بہت روحانی فوائد حاصل ہوئے۔ جو قبل اس کے کبھی نہیں ہوئے۔ بہت دفعہ مسجد مبارک میں حضور کے ساتھ بائیں طرف کھڑے ہو کر نماز باجماعت ادا کرنے کا اتفاق ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 610)

نور کا نزول

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ معمولاً بیدار اور تہجد گزار تھے حتیٰ کہ سفر میں بھی التزام رکھتے تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت نواب مبارکہ صاحبہؓ کی گواہی ہے:

''نواب صاحب بہت دعائیں کرتے تھے۔ رات کو تہجد میں دعائیں کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ خدا تعالیٰ کا نور کمرہ میں نازل ہو رہا ہے۔ بہت دعائیں کرتے اور بہت گریہ وزاری کرتے۔''

(اصحاب احمدؑ جلد 2 از ملک صلاح الدین صاحب طبع اوّل)

گویا فرض ہے

آپ کے بیٹے حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ بھی تہجد کے پابند تھے۔ اور اس قدر التزام کرتے تھے کہ آپ کے ایک فرزند کہتے ہیں کہ میں عرصہ تک سمجھتا رہا کہ نماز تہجد بھی فرض ہے۔ فرماتے تھے کہ جس رات تہجد کا ناغہ ہو جائے تو اس روز میں اشراق کے وقت بارہ رکعت نفل ادا کرتا ہوں۔

(اصحاب احمدؑ جلد 12 ص 150-170-172-173)

مخصوص آواز

حضرت نواب عبداللہ خاں صاحبؓ کے متعلق آپ کے صاحبزادے بیان فرماتے ہیں:

ایک دفعہ سفر کراچی میں آپ کے ہمراہ تھا ان دنوں یہ سفر دو راتوں اور ایک دن میں طے ہوتا تھا۔ رات کو آپ نے مجھے نچلے برتھ پر سلا دیا اور خود اوپر والے برتھ پر سوئے رات کے آخری حصہ میں مجھے ایک مخصوص آواز نے مجھے جگا دیا میں نے اوپر کی طرف جھانکا تو آپ کو حسبِ معمول اپنے رب کے حضور نماز تہجد گریہ وزاری میں مصروف پایا۔

(الفضل 25 جنوری 1984ء)

حیرت انگیز

حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ پر حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت صحبت نے آپ پر جو رنگ چڑھائے تھے وہ بہت گہرے ہوگئے تھے۔ اور آپ کو دیکھنے والوں نے برملا گواہی دی ہے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ فرماتے ہیں:

''باوجود یہ کہ آپ بے حد مصروف رہتے تھے مگر یہ حیرت انگیز امر ہے کہ ایک شخص جو دن بھر کام کرتے کرتے چور ہو گیا ہو۔ وہ رات کی آخری گھڑیوں میں تہجد کی نماز میں مصروف دیکھا جاتا ہے۔ اور اس قدر خشوع وخضوع اور گریہ وزاری سے وہ آستانہ الٰہی پر گرا ہوا ہے جیسے کہ کوئی مجروح انسان دردوں سے چلاتا ہے۔ میں نے خود ان کی یہ حالت دیکھی ہے۔

مجھے تو بعض اوقات یہ حیرت ہوتی تھی کہ اس قدر قوت یہ شخص کہاں سے پاتا ہے اور رات کو کس وقت سوتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سارا رنگ حضرت صاحبؑ کی پاک صحبت میں چڑھ گیا تھا۔

(اصحاب احمدؑ جلد 13 ص 70)

تہجد ایک دفعہ بھی ضائع نہیں کی

حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:

میرے والد صاحب ملک نورالدین صاحبؓ تہجد کے سخت پابند تھے۔ میں نے اپنی ساری عمر میں ایک دفعہ بھی اپنے والد کی تہجد کی نماز ضائع ہوتے نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ وہ ایسے سخت بیمار ہوں کہ ان کے ہوش قائم نہ رہے ہوں۔

(اصحاب احمدؑ جلد اول ص 201)

نماز تہجد بڑے التزام سے ادا کرتے۔ آدھی رات کے قریب اٹھتے۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرتے۔ کئی دفعہ دونوں ہاتھ اٹھا کر لمبے عرصہ تک دعا کرتے۔ بعض دفعہ اونچی آواز سے بھی دعا کرتے۔

(اصحاب احمدؑ جلد اوّل ص 196)

پولیس انسپکٹر

حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحبؓ پولیس انسپکٹر تھے اور بیعت کرنے کے بعد حیرت انگیز تبدیلیاں آپ میں پیدا ہو گئیں۔ حضرت سید حامد علی شاہ صاحب سیالکوٹیؓ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

باوجود مصروفیت سرکاری جس کی انجام دہی کا بہانہ غافل ملازموں کو نماز پڑھنے کی فرصت بھی نہیں دیتا یہ مرحوم ومغفور ان سب خدمات کو بوجہ احسن بجالا کر پھر فرائض الٰہی کے بھی ایسے پابند تھے۔ پچھلی رات کو جب ساری مخلوقات غفلت کے لحافوں میں پڑی سوتی ہے پاک وصاف ہو کر نماز میں کھڑا ہونا قضا نہیں کیا۔ اور باقی ذکر وشغل اس کے علاوہ تھے۔

(واقعہ نگر یراز سید حامد علی شاہ صاحب سیالکوٹیؓ بحوالہ الفضل ربوہ 25 ستمبر 98ء)

روشنی

حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ نماز تہجد ادا کرتے تو گریہ وزاری اور آہ وبکا کے ساتھ اپنے خالقِ حقیقی کے حضور گڑگڑاتے اور جب مولوی صاحب سجدہ سے قیام فرماتے تو بجلی کے شعلہ کی طرح ایسی روشنی نمودار ہوتی کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتیں۔

(مقالہ بعنوان حیاتِ زندگی برہان الدینؓ)

کتنا سوئے

حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ کے متعلق میاں عطاء اللہ صاحب بیان فرماتے ہیں۔

مرحوم باقاعدگی کے ساتھ تہجد پڑھتے تھے۔ شاید ہی کبھی نماز قضا ہوتی ہو۔ ایک دفعہ مرحوم موضع سلوہ میں دعوت الی اللہ کے لئے گئے اور اس عاجز کو بھی ساتھ لے گئے رات کے دو بجے تک گفتگو ہوتی رہی۔ ہم بستروں پر کوئی اڑھائی بجے لیٹے۔ کوئی تین سوا تین بجے کروٹ بدلتے وقت میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حاجی صاحبؓ تہجد پڑھ رہے تھے۔ پھر صبح کی نماز کے لئے بھی مرحوم سب سے پہلے جاگنے والوں میں سے تھے۔ نیز ضحیٰ اور اشراق کے نوافل بھی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔

(اصحاب احمدؑ جلد 10 ص 125 از ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو۔

ربوہ طبع اوّل 1961ء)

اماں جان کی شفقت

حضرت مولوی ابوالمبارک محمد عبداللہ صاحبؓ فرماتے ہیں۔

پانچوں وقت نماز پڑھنے کی عادت تو مجھے حضرت تایا جان مولوی رحیم بخش صاحب آف تلونڈی جھنگلاں کے زیرسایہ پڑی تھی لیکن نماز تہجد کی عادت مجھے حضرت اماں جانؓ کی پاک شفقت کی بدولت نصیب ہوئی جو بعد میں دوام اختیار کرگئی۔

(حیات ابوالمبارک ص30 ناشر نصرت افزاز وجہ رشید مبارک۔ لاہور۔ رقیم پریس اسلام آباد۔ یوکے)

پاؤں سوج جاتے

حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کی برکت سے عبادت الٰہیہ میں اس قدر شوق پیدا ہوا کہ فرائض کے علاوہ کثرت سے نوافل ادا کرتے۔ سوتے کم تھے اور جاگتے زیادہ تھے۔ عموماً گھر پر رہتے اور وظیفہ کرتے رہتے حتیٰ کہ پاؤں سوج جاتے تھے۔

(الفضل ربوہ 11 رجون 98ء)

کم لوگ

حضرت منشی محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے متعلق حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ گواہی دیتے ہیں۔

میں اپنے کئی سالوں کے مشاہدہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ حضرت منشی صاحبؓ تہجد کی نماز ایسی ہی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے جیسی دوسری پانچ نمازیں، موسم کی کوئی حالت، ان کی بیماری کوئی چیز ان کی تہجد کی نماز میں رکاوٹ پیدا نہیں کرسکتی تھی۔ ایسے بہت ہی کم لوگ ہوں گے جنہوں نے سالہا سال تک بغیر کسی ناغہ کے نماز تہجد پڑھی ہو۔ حضرت منشی صاحبؓ ان چند لوگوں میں سے تھے۔

(اصحاب احمدؑ جلد اول ص 201)

اوڑھنا بچھونا

حضرت حاجی محمد الدین صاحب تھالویؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہونے کا شرف تو حاصل ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ منورہ کا شرف بھی عطا کیا ہوا تھا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں درویشی کی نعمت عطا کی اور انہوں نے اپنی درویشی کے سترہ طویل سال قادیان کی مبارک بستی میں یوں گزارے کہ ان کی زندگی قابل صد رشک تھی۔ اور وہ زندگی کیا تھی الا لیعبدون کی تفسیر تھی۔ تہجد، اشراق اور پنجگانہ نمازوں میں اس قدر التزام تھا کہ جیسے ان کا اوڑھنا بچھونا ہی یہی ہو۔

ایک سعادت انہیں یہ بھی حاصل تھی کہ مسجد مبارک میں ایک لمبے عرصہ تک روزانہ دو تین نمازوں میں امام الصلوٰۃ ہوتے رہے۔ اور پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر جو اجتماعی دعائیں ہوا کرتی تھیں وہ اکثر طور پر آپ ہی کروایا کرتے تھے۔

آپ نے ابلتی ہوئی ہانڈی کی آواز سنی ہوگی۔ حضرت حاجی صاحبؓ روزانہ صبح کی نماز کے بعد مزار مبارک پر جاکر جب دعا کرتے تھے اس وقت ان کی وہی کیفیت ہوتی تھی۔ دعا کی طوالت اور قلبی رقت کا ایک عجیب منظر ہوتا تھا۔

(وہ پھول جو مرجھا گئے حصہ اوّل ص36)

علالت کے باوجود

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ باقاعدگی سے تہجد اور نماز باجماعت ادا کرنے والے تھے۔ اکثر دیکھنے میں آتا کہ آپ علالت کے باوجود باجماعت تہجد اور نماز میں تشریف لاتے اور سنن و نوافل میں دیر تک مصروف رہتے۔

(اصحاب احمدؑ جلد 9 ص 101 از ملک صلاح الدین صاحب۔ احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1961ء)

پاکیزہ نظمیں

حضرت مرزا غلام رسول بیگ صاحبؓ تہجد گزار تھے۔ کئی بار دیکھا گیا کہ تہجد کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عشق رسول میں ڈوبی ہوئی فارسی نظمیں

عجب نوریست درجان محمد

اور

دردلم جوشد ثنائے سرورے

بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔

(اصحاب احمدؑ جلد اول ص69 از ملک صلاح الدین صاحب طبع اول 1951ء لاہور)

زندگی کے اجزا

محترم چوہدری فیض احمد صاحب لکھتے ہیں:

حضرت بابا اللہ بخش صاحب درویشؓ نہایت متوکل، سادہ طبع اور عبادت گزار انسان تھے اور انہیں دیکھ کر عبودیت کا مفہوم ذہن نشین کرنا آسان ہوجاتا تھا۔ باباجی چونکہ خاکسار کے دفتر میں دفتری خدمت بجالاتے تھے۔ اس لئے خاکسار جب کبھی سفر یا دورہ پر قادیان سے باہر جاتا تو ان سے درخواست کرتا تھا کہ وہ میرے گھر میں سویا کریں۔ میرے گھر والوں کا بیان ہے کہ باباجی نصف شب کے بعد کبھی نہ سوتے تھے۔ اور آدھی رات ہوتے ہی وضو کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوجاتے۔ اور نوافل اور دعاؤں میں مشغول رہتے۔ لوٹا وضو اور نوافل گویا ان کی زندگی کے اجزاء تھے۔

(وہ پھول جو مرجھا گئے جلد اول ص52)

جلد سو جاتے

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ نماز عشاء کے بعد جلد سونے کو ترجیح دیتے تھے اور تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے اور پھر گھر میں سب کو اذان کے ساتھ ہی بیدار کروادیتے۔

(مقالہ نمبر 243 لائبریری جامعہ احمدیہ)

حضرت بابا کرم الٰہی صاحب درویشؓ نمازوں کے علاوہ تہجد کے بھی پابند تھے۔ ان کا یہ معمول تھا کہ سب سے پہلے بیت الذکر پہنچتے اور سب سے آخر میں واپس آتے اور مسجد کی فضا کو دعاؤں سے معمور کردیتے۔

وفات سے تقریباً پانچ سال قبل آپ کو موتیا بند ہوگیا تھا جو باوجود علاج اور آپریشن کے دور نہ ہوا اور آپ کی بینائی جاتی رہی۔ تاہم وہ ایک اندازے اور دیواروں کے سہارے سے باقاعدہ مسجد میں پہنچتے رہے اور کسی دوست کو ساتھ لے کر دعا کے لئے بہشتی مقبرہ بھی چلے جاتے تا آنکہ کمزوری نے معذور بنا دیا۔ آخر 92 سال کی طویل طبعی عمر پاکر 25 ستمبر 1959ء کو وفات پاکر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔

(وہ پھول جو مرجھا گئے۔ حصہ اول ص44)

خوش الحانی سے قرأت

حضرت منشی میر محمد اکرم واتوی صاحبؓ پانچوں اوقات نماز با جماعت ادا کرتے اور نصف شب کے بعد نہایت خوش الحانی سے شوق انگیز لہجہ میں تہجد کی نماز میں قرأت کرتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص298)

صبح جلدی

حضرت سیٹھ حسن صاحبؓ رات کو جلدی سو جاتے اور صبح جلدی اٹھ کر تہجد ادا کرتے۔

(اصحاب احمدؑ جلد اول ص225)

باقاعدگی

حضرت مولوی رحیم اللہ صاحب لاہوریؓ تہجد ہمیشہ باقاعدگی سے ادا کرتے تھے اور دعاؤں میں بہت شغف رکھتے تھے بلکہ دوسروں کے لئے بھی بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔

(اصحاب احمدؑ جلد اول ص59 از ملک صلاح الدین صاحب طبع اول 1951ء لاہور)

خواتین کانمونہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے نہایت نورانی شعاعیں احمدی خواتین پر بھی پڑیں۔ حضرت اماں جان تہجد کی عادی تھیں۔ اسی طرح آپ کی بیٹی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ پر حضرت اماں جانؓ کی عبادات کا گہرا اثر تھا۔ بہت چھوٹی عمر سے تہجد پڑھنے لگیں۔ چار سال کی تھیں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ (جن کی رہائش دارالمسیح کے ایک حصہ میں تھی) کی بیوی جن کو مولویانی جی کہتی تھیں، ان کو کہا ہوا تھا کہ مجھے تہجد کے لئے اٹھا دیا کریں۔ بعض اوقات بچہ ہونے کی وجہ سے نہ اٹھا جاتا اور مولویانی جی اٹھاتی جاتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ لیتے تو فرماتے چلو نہ اٹھاؤ لیٹے ہی لیٹے تسبیح و تحمید پڑھ لو۔

(سیرت وسوانح نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ ص 97)

غذا

حضرت حسین بی بی صاحبہ محترمہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی غذا ہی نماز اور استغفار تھی۔ جب تہجد کے وقت جسمانی عوارض کے وقت اٹھنے سے قاصر رہتیں تو اس کو کمی نماز چاشت سے پوری کرتیں۔ مولا کے آگے جھکنے والا ہر سر آپ کو پیارا لگتا تھا اور نماز میں غفلت کرنے والا کوئی عزیز آپکی سرزنش سے بچ نہیں سکتا تھا۔

(اصحاب احمد جلد 11 ص 184 از ملک صلاح الدین صاحب۔ احمدیہ بک ڈپو قادیان طبع اول۔ دسمبر 62ء)

نماز کا احترام

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ اپنی والدہ مکرم حسین بی بی صاحبہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک شب میں سحری کے وقت اٹھا۔ ابھی حواس درست کر رہا تھا کہ آپ کو میری بیداری کا علم ہو گیا۔ آپ ایک دوسری نچلی منزل پر سوتی تھیں۔ اٹھیں اور ایک لوٹے میں پانی ڈال کر لے آئیں اور کمال شفقت سے فرمایا ''لو بیٹا پانی'' اس وقت میرا دل جذبات تشکر و شرم سے بھر گیا۔ دراصل یہ نماز سے پیار اور نمازوں کا احترام تھا جو اس شفقت کا محرک ہوا۔

(اصحاب احمد جلد 11 ص 184 از ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو قادیان طبع اول دسمبر 62ء)

بیوی کو عادی بنانا

حضرت مولوی رحیم بخش صاحبؓ کی اہلیہ حضرت برکت بی بی صاحبہؓ بیان فرماتی ہیں کہ

میرے خاوند شب زندہ دار تھے اور آپ نے مجھے بھی تہجد کا عادی بنا دیا۔

(اصحاب احمد جلد 13 ص 153 از ملک صلاح الدین صاحب۔ احمدیہ بک ڈپو۔ ربوہ طبع اول 1967ء)

کیا یہ تبدیلیاں، کیا یہ آسمانی رنگ کیا یہ شب بیداریاں پیدا کرنا کسی جھوٹے اور دنیا دار کا کام ہے۔

DIL BRICKS UNIT

PH: 06723-35814

DELAWAR KHAN (EX. ARMY)
VILL :- KARDAPALLI
P.O. TIGIRIA
DISTT- CUTTACK (ORISSA)

سیرت از اصحابِ احمدؑ

حضرت راجہ عطا محمد خان صاحب رضی اللہ عنہ

از راجہ نصیر احمد خان۔ سیکریٹری مال جماعت احمدیہ نونہ مئی، کشمیر

حضرت راجہ عطا محمد خان صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ اول دعویٰ میں ہی حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیت میں شامل ہوئے۔ آپ کے والد راجہ شیر احمد خان صاحب کرناہ درادہ کے حکمران تھے۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کے زمانہ میں آپ کو اسیر سلطان بنا کر کشمیر میں یاڑی پورہ۔ نونہ مئی کبراز لو جاگیر۔ بطور جاگیر دیئے گئے اور پھر وہ یہاں ہی بس گئے۔

حضرت راجہ عطا محمد خان صاحبؓ اہل حدیث فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ دنیوی تعلیم کے علاوہ قرآن وحدیث کے ماہر تھے۔ علم طب پر بھی کافی عبور تھا۔ اور لوگوں کا علاج مفت میں کرتے تھے۔ ترقی کرتے کرتے وزیر وزارت بنے۔ کشمیر کے علاوہ گلگت میں تعینات رہے۔ حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاول) جو مہاراجہ کشمیر کے شاہی طبیب تھے کے ساتھ ان کے گہرے تعلقات تھے۔ یہی دوستانہ تعلقات قبول احمدیت کا باعث بنے۔ آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا اشتہار پڑھا اور کافی متاثر ہوئے۔ اور دعاؤں میں لگ گئے۔ رؤیا میں حضور علیہ السلام کی صداقت کا انکشاف ہوا۔ ان دنوں راجہ صاحبؓ آنکھوں میں موتیا بند کی وجہ سے بیمار تھے۔ اور قادیان جانے سے معذور تھے۔ اس لئے اپنے چھوٹے بھائی حضرت راجہ محمد صدر خان صاحبؓ کو قادیان جا کر حضرت مسیح موعود کی خدمت میں سلام پہنچانے کو روانہ کیا۔ اور مزید حالات لانے کے لئے کہا۔ ان دنوں راستے بہت ہی دشوار گذار تھے۔ راجہ محمد صدر صاحبؓ پاپیادہ پیر پنچال سے ہوتے ہوئے براستہ جموں۔ سیالکوٹ۔ قادیان پہنچے۔ ۲۱ دن قادیان رہ کر حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح اپنے علاقہ کے پہلے احمدی ہونے کا شرف حاصل کیا۔ واپس گھر پہنچنے پر راجہ عطا محمد خانؓ کو آگاہ کیا۔ راجہ صاحب تمام حالات سن کر زار زار روئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مسیح اور مہدی کا زمانہ پایا۔ اور انہیں ماننے کی توفیق بھی ملی۔ بیماری کے باوجود اپنے بیٹے راجہ یار محمد خان جو اس وقت ۲۰ سال کے تھے اور چند معتمد ملازمین کو ساتھ لے کر دشوار گذار پیر پنچال کے راستوں سے ہوتے ہوئے قادیان پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچتے ہی مصافحہ کر کے فرط جذبات سے زمین پر گر پڑے۔ حضور علیہ السلام نے انہیں خود اٹھایا اور شربت منگوایا اور خود پلایا۔ اس کے بعد راجہ صاحبؓ نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک پاکیزہ اور نیک روح جان کر راجہ عطا محمد خان صاحب کو اجازت دی کہ وہ لوگوں سے میری بیعت لے لیا کریں۔ (۱)
حضور علیہ السلام نے راجہ صاحب کو علاج کے لئے لاہور جانے کو کہا۔ اور کہا کہ انشاء اللہ آپ کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ علاج کے بعد حضور کی دعاؤں کی برکت سے موصوف کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہوگئیں۔ علاج کے بعد راجہ صاحبؓ دوبارہ قادیان آئے اور کچھ عرصہ رہ کر مزید روحانی فیوض لے کر براستہ ایبٹ آباد و مظفر آباد واپس کشمیر پہنچے اور سلسلہ تبلیغ شروع کیا۔ چونکہ

آپ کی نیکی اور راست بازی مسلمہ تھی اس سے بہت سارے اقربا اور ملازمین نے بیعت میں پہل کی۔ دو محرم الحرام بروز جمعہ 1898ء راجہ عطا محمد خان صاحب نے اشاعت دعوٰی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاطر ایک جلسہ منعقد کیا جسمیں امام مہدی کے ظہور، وفات مسیح اور صداقت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی پر تقاریر ہوئیں ۔ راجہ صاحب نے ایک تحریری شہادت پیش کی جسمیں لکھا گیا تھا کہ کس طرح خواب میں اُن پر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت منکشف ہوئی۔ یہ شہادت حاضرین کے سامنے پڑھی گئی اور شرائط بیعت بھی سنائے گئے۔ اس طرح شام تک حضرت صاحب علیہ السلام کی اجازت سے راجہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے 80 آدمی (۲) سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ راجہ صاحب نے گلگت، مظفر آباد، کرنا دراہ جہاں انکے رشتہ دار تھے، میں بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ راجہ صاحب کا ایک ایمان افروز واقعہ قابل ذکر ہے۔ قادیان سے واپس لوٹتے ہوئے گڑھی حبیب اللہ پہنچے (رشتہ داروں کے پاس) اور اپنے رفقاء سفر کو باڑی پورہ کی طرف روانہ کر دیا اور خود مع فرزند راجہ یار محمد خان و ملازم فقیر محمد گڑھی کے رئیس خان محمد حسین کے ہاں مقیم ہوئے۔ اُن دنوں گڑھی کے ملاؤں نے احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا تھا۔ ملاؤں کو راجہ صاحب کے قیام کا پتہ چلا تو خان صاحب کو بتایا کہ اِس احمدی کو قتل کرنا آپ کے لئے بڑا ہی ثواب ہوگا۔ اس طرح خان محمد حسین ملاؤں کے چکمہ میں آگئے اور قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اپنے آدمیوں کو مقرر کر دیا کہ رات کو راجہ عطا محمد خانصاحبؓ کو مع رفقاء قتل کر دیں۔ راجہ صاحب اس منصوبہ سے بے خبر آرام سے لیٹ گئے۔ ابھی سوئے ہی تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواب میں نظر آئے اور فرمایا کہ راجہ صاحب آپ اسی وقت یہاں سے اُٹھکر چلیں جائیں۔ آپ کے قتل کا منصوبہ بن چکا ہے۔ آپ نے فوراً اپنے بیٹے اور ملازم کو جگایا اور چُپ چاپ رات کو پیدل ہی چل پڑے۔ سفر میں نماز ادا کی تو دیکھا کہ گڑھی کے رئیس کا وزیر گھوڑا دوڑائے کچھ کھانا بھی لیکر آرہا ہے۔ اُس نے راجہ صاحب کو سلامتی کی مبارک باد دی۔ اور پوچھا کہ آپ کو اس منصوبہ کا کیسے علم ہوا۔ انہوں نے خواب کا واقعہ سنایا تو وزیر کافی متأثر ہوا۔ جب راجہ صاحب دوبارہ قادیان گئے تو پھر اسی خان کے پاس ٹھہرے۔ خانصاحب نے اپنے پہلے فعل پر اظہار ندامت کیا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر کے راجہ صاحب سے معافی مانگی اور عزّت و خاطر مدارات میں کوئی قصر اٹھا نہ رکھی۔ چک ایمریچھ، ڈیسنڈ میں انکی ذاتی زمین تھی۔ اسلئے عمر کے آخری ایام وہیں گزرے۔ راجہ صاحب کی وفات 14 اپریل 1904ء کو ہوئی اور چک ایمریچھ میں آبائی قبرستان میں دفن ہیں۔ اُنکے بیٹے راجہ یار محمد خان صاحبؓ کو کئی مرتبہ اپنے والد کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ اُنہیں دنوں میں اُنکی تقرری بحیثیت نائب تحصیل دار کرگل میں ہوئی۔ وہاں وہ نہایت ہی دیانت دار اور نیک افسر مانے جاتے تھے۔ لیکن کسی بیماری کی وجہ سے عین نوجوانی میں 29 سال کی عمر میں دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ اُنکے بیٹے راجہ محمد عبداللہ خان صاحب اُس وقت آٹھ سال کے تھے۔ راجہ محمد عبد اللہ خان صاحب نے اعلیٰ تعلیم پائی۔ اردو، فارسی، انگریزی اور عربی کے ماہر تھے۔ سلسلہ کے شیدائی خادم اور مہمان نواز تھے۔ قرآن پاک کا مطالعہ اُنکا شعار تھا۔ کم سے کم ایک پارہ روزانہ تلاوت کرتے جسمیں مرتے دم تک کبھی بھی ناغہ نہیں کیا۔ یہ آپ نے 92 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اُنکے بیٹے راجہ بشیر احمد خان و نصیر احمد خان معہ اولاد کے نونہ مئی میں ہیں۔ اور مظفر احمد خان وارشاد احمد خان برازلو جاگیر میں مقیم ہیں۔ اور سب کے سب اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ

سرکاری عہدوں پر فائز ہیں اور سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہیں۔

حضرت راجہ عطا محمد خانؓ کی وفات کے بعد اُنکے چھوٹے بھائی راجہ محمد حیدر خانؓ نے سلسلہ کی خوب خدمت کی، اور خلافت ثانیہ میں وفات پائی۔ آپ موصی تھے۔ آپ کا کتبہ بہشتی مقبرہ (قطعہ خاص) میں نصب ہے۔ آپ کے بڑے لڑکے راجہ فصل الرحمٰن خان زندہ موجود ہیں۔ مہمان نواز، سلسلہ سے محبت رکھنے والے اور تبلیغ کے شوقین ہیں۔ دوسرے لڑکے راجہ عبدالرحمٰن خان مرحوم خوش الحان، تہجد گزار، مخلص اور مہمان نواز تھے۔

راجہ عطا محمد خان سے متعلق اور بھی کئی ایمان افروز واقعات ہیں۔ جوان شاء اللہ کسی اور وقت گزارش کروں گا۔

[1] تاریخ احمدیت کشمیر صفحہ 28

[2] الحکم قادیان جون 1898ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

NAVNEET JEWELLERS

01872-20489(S)
20233,20847(R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

JMB Ricemill Pvt. Ltd.

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

نفسیاتی بیماریوں کا اسلامی علاج

......(شیخ مجاہد احمد مبلغ سلسلہ)......

ہمارا معاشرہ جن مہلک بیماریوں میں مبتلاء ہے ان میں سے ایک ذہنی اور نفسیاتی بیماری ہے عجیب الٹا معاملہ ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی جس تیزی سے ترقی کر رہے ہیں اور امریکہ اور یورپ کے ممالک جس قدر ترقی یافتہ ہیں ذہنی مریضوں کی تعداد میں اسی قدر بڑھوتری ہو رہی ہے۔ نفسیاتی بیماریوں کے لئے نئے نئے ہسپتال بنتے اور بھرتے چلے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی خودکشی کرنے والوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے روزمرہ کا کوئی بھی اخبار اٹھایئے اور دیکھئے آپ کو دو چار خودکشی کی خبریں ضرور پڑھنے کو ملیں گی۔ دنیا بھر کے مفکروں کے سامنے اب یہ حقیقت ظاہر ہو رہی ہے اور وہ اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ ہمارے معاشرہ کی اس نازک حالت کے ذمہ دار وہ غلط نظریے ہیں۔ جو آج دنیا میں اپنائے جاچکے ہیں۔

بیسویں صدی میں مختلف افکاروں اور نظریات اور فلسفہ جات کا سیلاب امڈ آیا۔ ان نظریات کا اثر ساری فضاء میں پھیلا۔ ہر نظریہ عقلی استدلال سے انسان اور تخلیق کائنات اور کائنات کی ایسی تشریح کرتے ہیں کہ جس میں توحید مذہب رسالت اور اخلاق کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

ان نظریات و افکار میں فرائڈ Freud (1869-1939) کے نظریہ لاشعور کا خاص مقام ہے اور اسی نظریہ کے تحت آج مغربی دنیا میں خصوصاً اور مشرقی دنیا میں عموماً ذہنی و نفسیاتی بیماریوں کا علاج کیا جارہا ہے۔ یہ نظریہ نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ایک بہانا ہے جو صرف لذت کی خاطر جنسی خواہشات کی اندھا دھند پیروی کرنا ہے۔ فرائڈ کے نظریہ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسانی ذہن کے دو حصے ہیں۔ شعور اور لاشعور۔ پس ہمارے وہ خیالات دبے پڑے رہتے ہیں مثلاً مرد و عورت کی جنسی خواہشات جو بیرونی دباؤ مذہب سماج کی طرف سے روک دیئے جاتے ہیں۔ ان لاشعوری خیالات کی تکمیل نہ ہونے کی وجہ سے بے چینی، بیقراری، دماغی توازن میں بگاڑ، پریشانی، ہسٹیریا اور دیگر نفسانی پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسلئے مذہب سماج اخلاق کی انسان کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس نظریہ کا جو نتیجہ مہلک نکلا وہ آج دنیا کے سامنے ہے۔ بطور نمونہ ایک حوالہ درج ہے۔

''آسٹریلیا میں طلاق یافتہ افراد میں خودکشی کا رواج بڑھ رہا ہے۔ رشتہ ازدواج ختم ہونے کے بعد زیادہ تر مرد خودکشی کے ذریعہ اپنی زندگیوں کا خاتمہ کرلیتے ہیں۔ Institute of Health and Welfare کی تحقیق کے مطابق سڑکوں پر حادثات سے اتنی اموات نہیں ہوتیں جتنی خودکشی سے ہوتی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق 41ہزار سے زائد افراد گذشتہ 20 سالوں میں خودکشی کرکے اپنی زندگیوں کا خاتمہ کرچکے ہیں۔ گویا کم و بیش 6افراد روزانہ خودکشی کے ذریعہ موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔

1999ء میں 2683افراد خودکشی کے مرتکب ہوئے۔ اسی طرح ایک لاکھ افراد میں طلاق یافتہ خودکشی کرنے والوں کی مردوں کی شرح 13401 تھی اور خواتین کی شرح ایک لاکھ افراد

میں 1101 تھی جواب تک سب سے زیادہ ہے۔"
(ماخوذ از روزنامہ The Age 9 اپریل 2001ء صفحہ 4 بحوالہ بدر 9 جولائی 2001ء صفحہ 7)

قارئین! یہ اعداد شمار تو صرف آسٹریلیا کی حالت خستہ بیان کر رہے ہیں اب اس سے باقی دنیا کی حالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ بندوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت زندگی کی کوئی قدر نہیں رہتی؟ اگر مذہب اور اخلاق بیگانہ امر ہیں تو پھر اس سوال کا جواب کیا ہوگا۔

نفسیاتی امراض و ذہنی انتشار کی کچھ وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

۱) اپنے آپ سے نفرت اور احساس کمتری۔
۲) تکالیف میں صبر نہ کرسکنا اور برداشت کی قوّت کم ہونا۔
۳) دنیاوی معاملات میں ناکام ہونا۔
۴) مستقبل کے بارہ میں خدشات اور پریشانی۔

اسلام کے نزدیک ایک سچے مسلمان کی بہت قدر و قیمت ہے۔ کیوں کہ یہ کائنات اگر عالم کبیر ہے تو ایک انسان اور وہ بھی سچا متقی مسلمان عالم صغیر ہے۔ کیونکہ اس کے بنا اسلام زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے جسم اور مال کی حفاظت کرے۔ لیکن اس کے برعکس جب کسی مسلمان کے ذاتی مقاصد و اغراض معاشرتی مقاصد سے اس طور پر ٹکراتے ہیں کہ ایک کا قربان کرنا ضروری ہو جائے تو سچے مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مفاد و اغراض کو چھوڑ کر اپنے معاشرہ کو بچائے۔ کیونکہ وہ اسی معاشرہ کا حصہ ہے۔ اس بات کی مثال ہمیں "جہاد" میں نظر آتی ہے۔ جب جہاد کے لئے کسی مسلمان کو پکارا جائے تو اس وقت اسے اسلامی معاشرہ ہرگز یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی جان و مال بچانے کے لئے گھر میں بیٹھا رہے۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ وہ جہاد میں جانی و مالی طور پر شریک ہو۔

جہاد کی مثال کے علاوہ مسلمان نہ تو اپنے آپ کو ارادۃً نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی ایسا کوئی کام کرسکتا ہے جس سے اس کے اہل و عیال کو تکلیف ہو اور اسی کا نقصان ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو سؤر کے ناپاک گوشت کو کھانے کی اجازت نہیں ہے اور اسے حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس سے جسمانی، اخلاقی اور ذہنی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح نشہ آور اشیاء مثلاً شراب، الکحول، ڈرگس وغیرہ کے استعمال سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ انسان کے نفس اور اس کی سوچ کو بیکار کر دیتے ہیں۔ مسلمان کو اسلام کا حکم ہے کہ وہ لوگوں سے پیار و محبت سے پیش آئیں اور ضرورت پڑنے پر اسے سہارا دیں۔ سب سے بڑھ کر اسلام نے انسانی زندگی کی اہمیت کے پیش نظر مسلمانوں کو خودکشی سے سختی سے روکا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو آدمی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور اپنے آپ کو نیزہ مار کر مر جائے گا دوزخ میں بھی وہ اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔" (بخاری شریف)

اسلام نے خودکشی کو سب سے بُرا فعل قرار دیا ہے۔ زندگی اور موت اللہ کے حکم سے ہی ہوسکتی ہے۔ خودکشی کرنے والا اپنے فعل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ نہ اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے نہ آخرت پر۔

اسلام کے مطابق دنیاوی زندگی عیش و آرام کے لئے نہیں ہے بلکہ بڑی کڑی آزمائشیں ہیں جن کے نتائج آخرت میں حقیقت کا جامہ پہنیں گے۔ اسی وجہ سے مسلمان کے نزدیک دنیاوی پریشانیاں اور تکالیف کوئی خاص معانی نہیں رکھتی ہیں بلکہ ان مصائب و آلام کے ذریعہ تو انسان جانچا جاتا ہے کہ کس حد تک

وہ دعویٰ ایمان میں مضبوط ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۔ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (البقرة:۱۵۶)

اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی (کے ذریعہ) سے ضرور آزمائیں گے۔ اور (اے رسول) تو (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۔ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (البقرة:۲۱۵)

کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ ابھی تم پر ان لوگوں کی (سی تکلیف کی) حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گذرے ہیں تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ انہیں تنگی (بھی) پہنچی اور تکلیف (بھی) اور انہیں خوب خوف دلایا گیا یہاں تک کہ اس وقت کا رسول اور اس کے ساتھ (کے) ایمان والے کہہ اٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ یاد رکھو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ (آل عمران ۱۸۷)

تمہیں تمہارے مالوں اور جانوں کے متعلق ضرور آزمایا جائے گا۔

قرآن مجید اور احادیث کے مطالعہ سے ہم پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دنیا میں مومنوں کو اس لئے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تا کہ ان کے گناہ دھل جائیں وہ اخروی عذاب سے محفوظ رہیں اور انعامات باری تعالیٰ کے حقدار ہوں۔

تکالیف میں صبر نہ کر سکنا بھی ذہنی پریشانیوں اور تکالیف کا ایک سبب ہے

اسلام نے اس مشکل کا رفع نہایت عمدگی کے ساتھ کیا ہے۔ اور کسی مصیبت کو اطمینان قلب سے برداشت کرنا ہی مومن کی نشانی قرار دی ہے۔ اور صبر کے بے شمار فوائد بیان کیے ہیں۔ فرماتا ہے:-

یا ایها الذین آمنوا استعینوا بالصبرِ والصلوٰة انّ اللّٰهَ مع الصٰبرین (البقرة ۱۵۴)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر اور دعا کے ذریعہ سے (اللہ کی) مدد مانگو اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری کا وعدہ ہے۔ فرمایا: وبَشِّرِ الصّٰبرین (البقرة ۱۵۴) صبر کرنے والے کبھی گھاٹے میں نہیں پڑتے۔

فرمایا انّ الانسانَ لَفی خُسرٍ. اَلّا الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت و تواصوا بالحقِ وتواصوا بالصبرِ (العصر)

یقیناً انسان گھاٹے میں رہتا ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے اور صداقت کے اصول پر قائم رہنے کی آپس میں ایک دوسرے کو تلقین کی۔ (اور پیش آمدہ مشکلات پر) صبر سے کام لینے کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے رہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا ''اللہ سے ڈر اور صبر کر'' اس عورت نے حضور کو نہ پہچانا۔ مارے دکھ کے پکار اٹھی ''میں جس مصیبت میں پھنسی ہوئی ہوں تو اس میں گرفتار نہیں ہوا۔'' اس سے

کہا گیا کہ (بدبخت) وہ تو نبی ﷺ تھے۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر پہنچی وہاں اسے کوئی دربان نظر نہیں آیا۔ خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ فرمایا کہ صبر تو وہی ہے جو مصیبت کے نزول کے ابتداء ہی پر کیا جائے۔ (متفق علیہ)

تیسری وجہ نفسیاتی بیماری کی دنیاوی معاملات میں ناکام ہونا ہے۔

مسلمانوں کو ہمیشہ یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ اللہ اور انسان کی طرف سے ڈالی گئی ذمہ داریاں اس یقین اور توکل کے ساتھ انجام دے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہر حال اس کے ساتھ رہے۔ اور کامیاب ہونے تک اس ارادہ پر قائم رہے کہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیل یعنی ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

سچا مسلمان خالصۃً رضائے الٰہی کے حصول کے لئے نیک کام انجام دیتا ہے۔ اس لئے کہ جو کام دنیا کے لئے کئے جائیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اگر لوگ اس کے فلاحی اور اصلاحی کاموں کی تعریف نہ کریں تو بھی وہ ذرہ برابر پریشان نہیں ہوتا۔ مؤمنوں کی اس نشانی کی طرف اللہ تعالیٰ نے یوں اشارہ فرمایا ہے: اِنَّما نطعِمُکم لِوَجہِ اللّٰہِ لَا نُرِیدُ مِنکم جَزَآءً وَّلَا شُکُوراً۔ (الدھر:۱۵)

اور کہتے جاتے ہیں کہ اے لوگو ہم تم کو صرف اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں۔ نہ ہم تم سے کوئی جزا طلب کرتے ہیں نہ تمہارا شکر چاہتے ہیں۔

جو مسلمان اپنے مولیٰ کریم پر بھروسہ رکھتا ہے اور قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتا ہے اگر دنیا کی زندگی میں اس کی کوشش کامیاب نہیں بھی ہوتی تو وہ کسی ناامیدی کا شکار نہیں ہوتا۔ اسے اپنی ناکامی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا مطمح نظر تو یہ ہوتا ہے۔

بَلٰی مَنْ اَسلَمَ وَجہَہٗ لِلّٰہِ وَ ھُوَ مُحسِنٌ فَلَہٗ اَجرُہٗ عندَ ربِّہٖ ولا خَوفٌ علیھم ولا ھُم یَحزَنون (البقرۃ ۱۱۳)

جو بھی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے اور وہ نیک کام کرنے والا بھی ہو تو اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بدلہ (مقرر) ہے اور ان لوگوں کو نہ آئندہ کے متعلق کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ کسی (سابق نقصان پر) غمگین ہوں گے۔

اِنَّ الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰتِ کانتْ لھم جنّٰتُ الفردوسِ نُزُلاً (الکہف: ۱۸) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک اور (مناسب حال) عمل کئے ہیں ان کا ٹھکانہ یقیناً فردوس نامی بہشت ہے۔

ذہنی امراض کی سب سے بڑی وجہ ڈر اور پریشانی ہے۔

مستقبل میں کیا ہوگا؟ انسان کے ذہن کو منتشر اور بے چین کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی سوال نہیں۔ اکثر انسان خواہ امیر ہوں یا غریب، مستقبل کی فکر میں ہی گھلا جاتا ہے۔ لیکن سچے مسلمان جو ایمان کے زیور سے آراستہ ہوں ذرا بھی فکر نہیں کرتے کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم مستقبل کے پردہ میں جھانک ہی نہیں سکتے۔ مستقبل کی خبر صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے وہی عالم الغیب ہے۔ اسی وجہ سے یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہے کہ کونسی چیز ہمارے لئے مفید ہوگی اور کونسی مضر۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

عسیٰ اَن تکرھوا شَیئًا و ھو خیرٌ لَّکُم وَعسی ان تُحِبُّوا شیئاً وھو شرٌّ لکم واللّٰہُ یعلم و انتم لا تعلمون۔ (البقرۃ:۲۱۷) اور بالکل ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے

بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے دوسری چیز کی نسبت بُری ہو اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

روزی کے بارہ میں فکر آج کی دنیا کی اہم پریشانی ہے مگر ایک مسلمان کا مطمع نظر اور توکل اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہوتی ہے کیوں کہ اس کا ایک نام رزّاق بھی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر خدا پر تم ایسا بھروسہ کرلو جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اسی طرح روزی دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے۔ وہ صبح کے وقت بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو اپنے گھونسلے میں لوٹتے ہیں تو ان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ایک مسلمان کے ساتھ دنیا میں جو کچھ بھی پیش آتا ہے اس سے وہ مثبت اثر لیتا ہے نہ کہ منفی۔ کوئی اچھائی اور بھلائی کی چیز ہوتی ہے تو اس کے فائدوں کو سمیٹتا ہے اور کوئی مصیبت ہوتی ہے تو اس کے مثبت پہلو پر غور کرتا ہے کیونکہ ہر معاملہ اپنے دامن میں ایک سبق رکھتا ہے۔ اور صبر اور توکل کے دامن کے سہارے اللہ پر یقین رکھتا ہے۔

قُلْ لَنْ يُّصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ۔ (التوبة: ۵۱) تو (اُن سے) کہہ دے کہ ہم کو تو وہی پہنچتا ہے جو اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر چھوڑا ہے وہ ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ پر ہی توکل رکھیں۔

جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ کچھ لوگ اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں پھر جب کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو غم غلط کرنے کے لئے شراب کے پیالے میں ڈوب جاتے ہیں یا خودکشی کر لیتے ہیں۔ تقدیر سے بھاگ کر ذہنی پریشانی اور تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہیں۔

مسلمانوں کے پاس اطمینان اور خوشی و راحت دلانے والے تمام ذرائع موجود ہیں۔ لفظ 'اسلام' کا مطلب ہے امن اور سکون، اللہ کی ذات پر دل کا اطمینان و سکون، اپنے آپ پر اطمینان، اپنی طرح دیگر مسلمانوں سے امن و سکون اور آخرت کی زندگی میں ہمیشہ کا سلام اور سکون۔ ضرورت ہے تو صرف مسلمانوں کی پیش قدمی اور عملی زندگی میں قدم رکھنے کی۔ اور اپنے عمل کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی کہ اسلام کے ذریعہ ہی آج مغربیت کے طوفان سے نجات ممکن ہے۔ اسلام ہی ہے جو ایک صالح معاشرہ کی تکمیل کر کے انسان کی ذہنی اور نفسیاتی پریشانیوں کا ازالہ کرتا ہے۔ خدا کرے کہ آج مسلمان اِن اسلامی تعلیموں پر عمل کر کے اسلام کا نام روشن کریں۔ آمین

RAKESH JEWELLERS
01872 21987 (S) PP
01872 20290 (R)
MAIN BAZAR QADIAN.
For every kind of Gold and Silver ornament.
All kinds of Rings & "Alaisallah" Rings also sold
KISHEN SETH, RAKESH SETH
سو سال پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دوکان

ملک ملک کی سیر (۲)

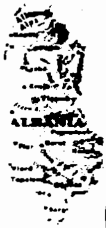

ALBANIA

البانیا

از شاہد احمد ندیم

نام: جمہوریہ البانیا (شہباز کا وطن)

دارالحکومت: ترانا **رقبہ:** 28,748 مربع کلومیٹر، **آبادی:** 33 لاکھ 31 ہزار، **زبان:** البانین، یونانی اور ٹوسک **شرح خواندگی:** 100% فیصد **مذہب:** اسلام (70%)، عیسائیت (30%) **کرنسی:** لیک (ایک ڈالر = 148.35 لیک)، **فی کس سالانہ آمد:** 3,240 ڈالر، **پرچم:** البانیا کا پرچم سرخ رنگ کا ہے جس پر پر پھیلائے ہوئے دو شہبازوں کی تصویر بنی ہے۔

نسلی تناسب: البانین 98%، یونانی 1.8% مقدونین 0.2%۔

البانین لوگ اپنے آپ کو Schnytzershqiptarë کہتے ہیں جسکا مطلب ہے "شہباز کی نسل"۔ البانیا کی آبادی کی شرح پیدائش جنگِ عظیم دوئم کے بعد سے مسلسل یورپ میں سب سے زیادہ ہے۔ اس کی وجہ طبعی پیدائش ہے نہ کہ نقل مکانی۔ مستزاد یہ کہ شرح اموات بھی یورپ میں سب سے کم ہے۔ البانیا کی آبادی یورپ کی نوجوان آبادی شمار کی جاتی ہے کیونکہ ملک کی ایک تہائی سے زائد آبادی 15 سال سے کم عمر کی ہے۔ ملک کی افواج کی تعداد 54,000 ہے جبکہ ان پر ملک کے بجٹ کی 1.1% فیصد رقم خرچ ہوتی ہے۔

طریق حکومت: جمہوری، صدر: Rexhep Mejdani وزیرِ اعظم: Ilir Meta

جغرافیائی حالت: البانیا جنوب مشرقی یورپ میں جزیرہ نما بلقان (ترکی زبان کا لفظ جسکا مطلب پہاڑ کے ہیں) کے مغربی ساحل پر آباد ہے۔ اسکی سرحد جنوب میں یونان، شمال میں یوگوسلاویہ اور مشرقی جانب سکندرِ اعظم کی جائے پیدائش مقدونیا (Mecedonia) سے لگتی ہے۔ البانیا کا زیادہ تر حصہ پہاڑی علاقہ پر مشتمل ہے۔ البانیہ کے Alps پہاڑی سلسلہ کی سب سے اونچی چوٹی Mt. Korab ہے، جسکی اونچائی سطحِ سمندر سے 9026 فٹ ہے۔ ملک کا 40% حصہ قابلِ کاشت ہے۔ ساحل سے ملحقہ علاقہ انتہائی زرخیز ہے۔ ایک چھوٹا ملک ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے بے شمار قدرتی معدنیات سے نوازا ہے۔ جنوب مغربی علاقہ وافر مقدار میں پٹرولیم اور قدرتی گیس کے خزانے سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں بہت سے دریا اور جھرنے جاری ہیں جن سے بہت سے بجلی کے hydroelctric پلانٹ کام کر رہے ہیں۔ دریائے Drin پر ایسے ہی بہت سے بجلی کے پلانٹ ہیں۔ ملک کی کاشت کاری کے قابل نصف زمین تک انہیں دریاؤں پر بنے ڈیموں اور مصنوعی نہروں کے ذریعہ پانی پہنچایا جاتا ہے۔

تاریخی پسِ منظر: خیال کیا جاتا ہے کہ البانین قوم Illyrias کی نسل میں سے ہے جو 1300 قبل مسیح جزیرہ نما بلقان میں آباد ہوئے تھے۔ تیسری صدی قبل مسیح میں Adrins حکومت کو یہاں ایک ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ 168 قبل مسیح میں رومن حکومت نے Adrians پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں یہ علاقہ پانچ صدیوں تک انہیں کے زیرِ تسلط رہا۔ 11ویں اور 12ویں صدی میں Normans نے یہاں حکومت کی۔

اسلام کا غلبہ: عثمانی دورِ حکومت نے 14ویں صدی کے آخر میں البانیا پر حملہ کر دیا اور مختلف لڑائیوں کے بعد 1468ء میں اس پر کامل دسترس حاصل کر لی۔ اس دوران اکثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور بہت سے البانیوں کو حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا گیا۔ عثمانی حکومت کا پانچ صدیوں تک البانیا پر قبضہ رہا۔

19ویں صدی کے آخر میں لوگوں کے دلوں میں قومی جذبات پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے علاقہ کو آزاد کرانے کے لئے جدّ وجہد کا آغاز کر دیا۔

آزادی: ترکی کے خلاف انقلابات کے ایک لمبے سلسلہ کے بعد اسمٰعیل کمال کی قیادت میں البانیوں نے 28/نومبر 1912ء کو آزادی حاصل کی۔ لیکن 1913ء میں اس وقت کی ''بڑی طاقتوں'' نے Kosovo اور Cameria سمیت اسکے نصف علاقہ پر قبضہ کرلیا۔

پہلی جنگِ عظیم کے دوران البانیا مختلف طاقتوں کے لئے میدانِ جنگ بنا رہا۔ 1925ء میں Ahmet Zogu البانیا کے پہلے صدر بنے۔ لیکن 1928ء سے 1939ء تک انہوں نے زوگ اوّل کے نام سے بادشاہت کی۔ زوگ اوّل کی حکومت کے دوران البانیا اقتصادی طور پر اٹلی کی فاسزم حکومت پر اس قدر منحصر ہوگیا تھا کہ اٹلی نے اسکے داخلی و بیرونی معاملات میں دخل دینا شروع کردیا۔ حتیٰ کہ 7/اپریل 1939ء کو میسولینی کی فوجیں البانیا میں داخل ہوگئیں اور انہوں نے ملک پر قبضہ کرلیا۔

جلد ہی اس قبضہ کے خلاف ملک بھر میں شدید مسلح مزاحمت پیدا ہوگئی۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران جرمنی کی شکست کے بعد اٹلی نے اپنی فوجیں البانیا سے ہٹالیں۔ اب ملک میں اقتدار سنبھالنے کے لئے خطرناک خانہ جنگی پھیل گئی اور آخر میں انور ہوکسا کی کمیونسٹ حکومت نے ملک کا اقتدار سنبھال لیا۔ کمیونسٹ حکومت کے دوران البانیا نے یوگوسلاویہ کے ساتھ گہرے تعلقات مربوط کر لئے۔ بعد میں یہی تعلقات یوگوسلاویہ کے بجائے روس سے استوار ہوگئے۔ ان کثیر المقاصد تعلقات کے نتیجہ میں البانیا کو روس سے بڑے پیمانے پر اقتصادی تعاون حاصل ہونا شروع ہوگیا۔ لیکن سن 50ء کے دہاکے میں روس کی پالیسیوں سے نا اتفاقی کی بنا پر یہ تعلقات کشیدہ ہوگئے اور بالآخر البانیا نے روس کی جگہ چین سے قریبی تعلق پیدا کر لئے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ملک کے بیرونی تعلقات میں کافی تبدیلی پیدا ہوگئی۔ البانیا نے 1990ء کے قریب امریکہ اور دیگر مغربی ممالک سے اپنے تعلقات میں کافی بہتری پیدا کرلی۔

مارچ 1992ء کے انتخابات میں کمیونسٹوں کو شکستِ فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ کمیونسٹوں نے ملک کو شدید مالی بحران اور بدحالی کے دہانے پر لا کھڑا کردیا تھا۔ دسمبر 1992ء میں البانیا یورپ کا پہلا اسلامی ملک بنا۔ 1997ء کے شروع میں اُس وقت ملک میں شدید مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوگیا جب حکومت کے high risk investment fund ناکام ہوگئے۔ Dr. Sali Belisha کی حکومت پر مالی بدانتظامی کا اور اس کے لئے منافعہ خوری کرنے کا الزام لگایا گیا۔ ملک میں تشدد آمیز فسادات پھیل گئے۔ ہزاروں کی تعداد میں البانین لوگ نزدیکی ممالک یونان اور اٹلی میں نقل مکانی کر گئے۔ security council نے البانیا کے لئے اقوام متحدہ کی امن فوج کو متعین کرنے کی منظوری دے دی۔ جون جولائی میں منعقدہ انتخابات میں جمہوری پارٹی کو شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑا اور Benisha نے جولائی میں اپنے استعفیٰ دے دیا۔

1998-99ء میں Kosovo کی خانہ جنگی کے شکار ہزاروں پناہ گزینوں نے البانیا میں پناہ لے لی۔

مذہبی حالت: البانیا کا official مذہب کوئی نہیں ہے۔ اگرچہ کہ یہاں کی 70% فیصد آبادی مسلمان ہے۔ 1967ء میں البانیائی حکومت نے تمام مذہبی اداروں پر پابندی نافذ کردی اور مذہبی آزادی چھین لی گئی۔ 1990ء میں مذہبی آزادی دوبارہ بحال کردی گئی۔ اگست 1998ء میں البانیا نے مسلم ممالک کی بین الاقوامی تنظیم یعنی Organisation of Islamic Conference سے علیحدگی اختیار کرلی۔

یہاں سے شائع ہونے والے مشہور اخبارات Zëri i Popullit، RilindjaDemokratike اور Republika ہیں۔

مزید مطالعہ کے لئے دستیاب کتب: البانیا کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل کتب دستیاب ہیں:

1. *Fjalori enciclopedik shqiptar(1985)* Pub. by Academy of Secienes of the People,s Socialist Republic of Albania

2. *Stalinist Economy Strategy in Practice: The case of Albania* (1982) by Adi Schnytzershqiptarë

(اعتماد Encyclopædia Britannica2002)

ازمکرم محمد فیروزالدین صاحب انور آف کولکتہ

ان دنوں مجھے فرصت ذرا بھی نہیں تھی۔ دفتر جانا اور دفتر کے بعد اپنے نئے گھر کو بنوانا یا دن بھر کے کام کا جائزہ لینا کہ کیا ہوا اور کل کیا ہوگا۔ اسی مصروفیت میں سیمنٹ بالو والے کے ہاں بھی جانا پڑتا تھا۔ بچوں کا امتحان تھا اس لئے وہ میرا ساتھ نہیں دے سکتے تھے اور اہلیہ تو انڈور (indoor) کاموں میں ہی سارا دن گذار دیتیں۔

ایک دن سیمنٹ والے کے ہاں جارہا تھا کہ ایک گھر کے دروازے پر ایک دوست مل گیا جو کبھی کلاس فیلو تھا۔ اب کہیں شاید ملازمت کرتا ہوگا۔ نظریں ملنے پر ایک دوسرے کو پہچانا اور علیک سلیک ہوئی۔ دوست نے گھر میں چائے پینے کے لئے بلایا۔ اندر گیا تو گھر کی سجاوٹ سے اندازہ ہوا کہ ٹھیک ہی ہے۔ کھاتا پیتا ہے آرام سے۔ دوست چائے بنانے کے لئے بیگم کو بول کر میرے پاس ہی آکر بیٹھ گیا اور حال چال پوچھنے لگا۔

میں نے کہا ایک بات پوچھوں بتاؤ گے؟ دوست نے کہا ضرور اتنے دنوں پر ملے ہو۔ جو پوچھو سب ٹھیک ہے ...... یہ گھر تمہارا ہی ہے نا؟...... ہاں بھئی میں کرایہ کے گھر میں نہیں رہتا۔ پھر پوچھا کیا کرتے ہو؟ جواب ملا۔ پڑھائی لکھائی تو خاص تھی نہیں مگر اللہ کا کرم ہوا۔ کارپوریشن کے ورک شاپ میں فیٹر کا کام مل گیا اور اب بڑے آرام سے دن کٹ رہے ہیں۔

تم نے بتایا پڑھائی لکھائی کوئی خاص تھی نہیں۔ مگر نام میں تو بڑی اچھی ڈگری لکھی ہے۔ محمد امتیاز علی M.A. B.F.....دوست ہنسا اور جواب دیا کہ تمہارے ساتھ میٹرک کا امتحان دیا تھا تم پاس ہو گئے اور میں فیل ہو گیا یہ وہی ڈگری ہے........فیل ہونے پر تو کوئی ڈگری نہیں ملتی۔ یہ وہی ڈگری کیسے ہوئی؟ تب اسنے بتایا کہ M.A.B.F. کے معنی ہوئے "Matriculation Appeard But Failed" میں بہت شرمندہ ہوا۔ اس لئے کہ اپنے دوست کے پوشیدہ راز کو جان لیا۔ نہ معلوم اس نے اور لوگوں کو اور کیا کیا بتایا ہوگا۔

خیر چائے پیکر اجازت مانگی تو میرے دوست نے بتایا کہ تم میری ڈگری پر حیران ہو۔ اپنا بچپن کا ساتھی مجاور خان جو آج کل رکشہ چلاتا ہے اس کی ڈگری نہیں دیکھی۔ جاؤ دیکھ لو۔ یہ چار گھر چھوڑ کر ایک کٹیہ میں رہتا ہے۔ اس سے مل لو۔ چنانچہ میں بے اختیاری میں ادھر ہی چل پڑا۔ کیوں کہ مجھے اپنے نئے گھر کے لئے بھی اپنے ناموں کی تختی بنوانے کا پروگرام تھا...... میں جیسے ہی وہاں پہنچا مجاور رکشہ چلاتا ہوا گھر آیا اور کھانے کے لئے بیگم سے کہا۔ میں کھڑا دیکھتا رہا واقعی وہ بچپن کا ساتھی مجاور خان تھا جس کو

شرارتوں اور پڑھائی سے بیزاری کی وجہ سے اسکول سے نکال دیا گیا تھا۔ رکشہ پر بیٹھا بیٹھا مجھے تک رہا تھا۔ مجھ سے پوچھنے لگا صاحب کہاں جائیں گے؟ میں نے کہا کہیں نہیں جاؤں گا۔ تم سے ملنے چلا آیا۔ آج چھٹی ہے نہ.... آؤ آؤ (گھر کے اندر منہ کر کے زور سے بولا) دو آدمیوں کا کھانا دے بھئی۔ میں کھانا تو ابھی نہیں کھاؤں گا۔ تم سے ایک بات پوچھنے آیا ہوں۔ اسکا ٹھیک ٹھیک جواب دو۔ اس نے کہا پوچھو بھائی ضرور پوچھو۔ ارے بھئی کھانا صرف ایک کا ہی دینا۔ یہ بڑے بابو ہیں نہ ہمارا کھانا نہیں کھائیں گے۔ میں نے معذرت کی اور اپنا سوال پیش کر دیا کہ تمہارا نام تو مجاور خان تھا مگر نام کی تختی لگانے کی کیا ضرورت پیش آئی اور یہ L.L.P.P. کونسی ڈگری ہے؟ کب ملی ہے؟؟ مجاور خان بھی میری سادگی پر خوب ہنسا اور پھر نہایت سنجیدہ ہو کر کہنے لگا۔ سچ پوچھو تو ڈگری وگری کوئی نہیں ملی اور نہ اتنا پڑھ پایا۔ ورنہ رکشہ کیوں چلاتا۔ یہ تو بچوں کو سمجھانے کے لئے تم بھی اگر ''لکھ لوڑھا۔ پڑھ پتھر'' تو رکشہ چلانا پڑے گا اس لئے ان کے گلے میں خطرے کی گھنٹی باندھ دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک لڑکے نے B.A. کر لیا اور دوسرا آئندہ سال کر لے گا۔ پھر اپنی قسمت آزمائی کے لئے کہیں ملازمت کی تلاش کریں گے۔

یہاں بھی بہت شرمندہ ہوا کہ میں نے اپنی بے وقوفی کی وجہ سے دوسروں کے اچھے بھلے زخموں کو کرید کر اپنے دوستوں کو دکھی بنا دیتا ہوں۔..... اور پھر خوشی بھی ہوئی کہ چلو اس طرح بچوں کی اصلاح اور تعلیم تو گھر میں آ گئی۔ میں یہی سوچتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ کہ کاش مجاور کے والدین کو بھی یہی ترکیب سوجھی ہوتی تو آج غریب کو رکشہ چلانے کی نوبت نہیں ہوتی۔ دوسری طرف مجھے یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ مجھے اپنے گھر کے لئے نیم پلیٹ پر کیا مناسب ڈگری یا خطاب ہو۔ چنانچہ یہی سوچتا سوچتا گھر چلا گیا۔

ابھی گھر پہنچا ہی تھا کہ کسی صاحب نے بل (bell) بجائی میں نے چھوٹے لڑکے سے کہا دیکھو بیٹا کون ہے۔ وہ باہر گیا اور ہاتھ میں ایک کارڈ (Visiting card) لیکر آیا کہ یہ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کارڈ پر لکھا نام دیکھا۔ رام پرشاد سنگھ H.N.N. مجھے یاد آ گیا کہ میرا ایک ساتھی رام پرشاد سنگھ تھا تو۔ مگر یہ H.N.N. اس کے ساتھ کیا ہے؟ بڑی جستجو پیدا ہوئی آج جس سے بھی ملاقات کی سب ڈگری والے تھے۔ مگر کسی کی بھی ڈگری سنجیدہ نہیں تھی۔ اس لئے مجھے خیال آیا کہ اگر وہی دوست ہے تو یقیناً سنجیدہ ہو گا۔ چنانچہ اندر بلایا..... آدمی تو واقعی وہی تھا۔ مگر ڈگری کو سمجھنے کی الجھن باقی تھی۔ اور پھر جملہ اور باتوں کے یہ پوچھ ہی لیا بھئی میرے یہ H.N.N. تم ٹھاکروں کا کوئی پدبی ہے کیا؟ ذرا سمجھاؤ تو سہی۔

اس نے کہا کہ شاید تمہاری یادداشت کمزور ہو گئی ہے۔ تمہیں یاد ہونا چاہئے ہمارے انگلش کے ٹیچر میرے دبلے پتلے اور لمبے ہونے کی وجہ سے 'ہز ہائی نس' (His Highness) کے مقابلہ میں مجھے 'ہز ہائی نک' (His High neck) کہا کرتے تھے لمبی گردن والے اس لئے وہی نام میں نے اپنی پہچان کے لئے H.N.N. لکھا کرتا ہوں۔ جس سے بڑا فائدہ ہے اکثر لوگ مجھے خاص بدیسی ڈگری والا سمجھتے ہیں یا پھر ہنسنے ہنسانے کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور تم میرے اس خطاب کو بھول چکے ہو۔ اور اس کے اس بیان سے مجھے وہ دور اور اس کی وہ سب باتیں یاد آ گئیں۔ اور ساتھ میں کئی اور دوسرے دوست بھی یاد آ گئے۔

بات دراصل یہ ہوئی کہ بینک کی ملازمت کی وجہ سے میرا تبادلہ مختلف شہروں میں ہوتا رہا۔ اور اپنے اصل شہر سے کافی سال

دور رہا۔ مگر اب چونکہ اپنے شہر میں ہی تبادلہ ہوگیا ہے تو پرانے ساتھیوں سے ملاقاتیں شروع ہوگئیں ہیں۔

چنانچہ دوران گفتگو رام پرشاد سنگھ نے ہی یاد دلایا یار وہ اپنا ساتھی .L.L.T.T بھینگی آنکھ والا تو بہت بڑا آدمی ہوگیا ہے۔ اکسپورٹ امپورٹ کا کام کرتا ہے۔ اس نے اپنی آنکھ کا آپریشن بھی کروالیا ہے۔ اس لئے اب وہ .L. L. T. T بھی نہیں رہا..... ہاں ہاں یاد تو مجھے بھی ہے۔ اسے بھی ہمارے انگلش کے ماسٹر نے .L.L.T.T کا خطاب دیا تھا۔ لیکن .L.L.T.T سے کیا بنتا تھا یاد نہیں یعنی .L.L.T.T کا فُل فارم کیا ہوا۔ رام پرشاد نے بتایا ''لُک لنڈن ٹاک ٹوکیو'' (Look London Talk Tokyo) یعنی دیکھنا لندن کی طرف اور بات ٹوکیو کی کرنا۔

ایک دفعہ پھر لا حول پڑھ کر اپنے ذہن کو دوسری طرف مصروف رکھنے کے لئے ٹیلیفون ڈائریکٹری دیکھنے لگا کہ کوئی نیم پلیٹ کے لئے نام اور اچھا سا لقب مل جائے کہ اسی تلاش میں ایک نام ملا۔ وہ بھی ہمارا ساتھی رہ چکا تھا۔ اس کو فون کیا تو پتہ چلا کہ وہ .M.A بننے گئے ہیں۔...... میں بھی پریشان ہوگیا کہ .M.A لوگ ہوتے ہیں مگر یہ عجیب گورکھ دھندہ ہے کہ بننے گئے ہیں۔ پھر پوچھا کہ وہ ایم اے بن کے کب آئیں گے اور یہ بننے سے کیا مطلب ہے؟ تو اس آدمی نے بتایا کہ وہ صاحب جس کی آپ تلاش کررہے ہیں وہ پہلے .B.A بنے۔ یعنی یہ کہ ان کی وائف کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے وہ .B.A یعنی Bachelor ہوگئے۔ پھر اب دوسری شادی کرکے .M.A ہوگئے یعنی Again بن جائیں گے۔ مگر جب وہ یہاں آئیں گے Married Again تو اس وقت .M.B.B.S ہوکر آئیں گے۔ کیوں کہ پہلی شادی سے کوئی بچہ نہیں تھا اور اب دوسری شادی سے ان کے دو بچے بھی ملیں گے اس لئے .M.B.B.S یعنی میاں بیوی بچے سمیت آئیں گے۔! مجھے بڑی فکر لاحق ہوئی کہ یہ ساری ڈگریاں اور القاب بازیچۂ اطفال کیوں ہیں۔

ڈگریوں اور القاب کی درگت شاید کبھی کسی نے اتنی نہ سنی یا دیکھی ہوگی۔ چنانچہ میں نے اپنے مکان میں نیم پلیٹ لگانے کا پروگرام ہی منسوخ کردیا۔ مگر گھر میں بیگم تیار نہیں ہوئیں کہ بغیر نیم پلیٹ کے مکان بنے۔ چنانچہ بیگم نے دلیل دی کہ آپ نے گھر بنوایا ہے۔ کوئی پینٹ شرٹ تو نہیں بنوائی کہ ہر سال بنتی رہے۔ یا عید بقرہ عید تو نہیں ہے کہ آئندہ سال عید میں فلاں شوق پورا کر لیں گے۔ اجی جناب زندگی میں ایک حج، ایک شادی اور اسی طرح ایک مکان۔ اس لئے نیم پلیٹ بھی لگے گی اس کے بغیر مکان نامکمل بلکہ یہ تو اس غزل کی مثال ہوگئی جس کا کوئی مقطع نہ ہو۔ اور اگر اس دفعہ آپ نے نیم پلیٹ نہ لگوائی تو آئندہ ہر جگہ اور ہر چیز پر نمبر پلیٹ لگا کر یگی۔ بسم اللہ کی جگہ 786، گھر کے نام کی جگہ نمبر ٹیلیفون کی جگہ نمبر، راستہ کے نام کی جگہ نمبر، وغیرہ وغیرہ۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ نئی صدی نمبروں کی صدی ہوگی۔ اس لئے آپ نیم پلیٹ ضرور لگوائیں تاکہ سند رہے۔

پس آپ یہ سنہری موقعہ بالکل نہ چھوڑیں۔ کسی اچھے سمجھدار، سنجیدہ، مناسب و تجربہ کار شخص سے ہدایت لیں۔ اور میں تو کہوں گی کہ یہ حاجی غلام رسول صاحب سے زیادہ مناسب اور بےلوث خدمت کرنے والا انسان کون ہوگا جو آپ کے سارے مسائل کو آسانی سے حل نہ کردیں۔ اس لئے آپ ان سے صلاح مشورہ کریں وہ ضرور آپ کی مدد فرمائیں گے۔ مجھے بھی یہ نام اور مشورہ پسند آیا۔ چنانچہ میں حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں پوری کہانی و ضرورت بیان کی۔ حاجی صاحب بہت

خوش ہوئے۔ ان کے سامنے تمہید بھی زیادہ لمبی نہیں کرنی پڑی۔ اور پوچھا کہ تمہیں ریٹائر ہونے میں کتنی دیر ہے۔ میں نے عرض کی کہ پانچ سال ابھی باقی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر اتنی جلدی اور پریشانی کیا ہے۔ اطمینان سے سوچ کر بتاؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ حضور میری کوٹھی ایک ہفتہ میں تیار ہو جائیگی اور ناموں کی تختی بنانے والا بھی کچھ وقت لے گا۔ اس لئے کوٹھی کا افتتاح جو آپ کے ہاتھوں ہوگا اسپر تو نیم پلیٹ تو ہونا ضروری ہے۔ حاجی صاحب اچانک خاموش اور فکر مند ہو گئے۔ پھر پوچھنے لگے اچھا بتاؤ شہر کے کسی اچھے باورچی سے جان پہچان ہے جو بریانی اور مغلائی کھانے بنانا جانتا ہو۔ میں نے کہا جی۔ سبزی کس بازار میں اچھی اور بہتر ملتی ہے میں نے کہا مجھے معلوم ہے۔ پھر پوچھا بڑے کا گوشت، بکرے کا گوشت مرغی وغیرہ کس دوکان میں کہاں اچھا ملے گا؟ میں نے کہا جانتا ہوں۔ پھر پوچھا میلاد خوان، مقرر، شاعر، جراح، ڈاکٹر، اسکول، اسکول ماسٹر، کالج، سینما حال، الیکٹرونک کے سامان کی دوکان، کپڑے، درزی ہوٹل، شادی وغیرہ کے لئے اچھے ہال کا پتہ اور دوسرے معلومات ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ بنک سے لون، ہسپتال میں اچھے اور بڑے ڈاکٹروں کے بارہ میں علم، بس اسٹینڈ ریلوے بکنگ کے طریقے وغیرہ کے بارہ میں بھی جانتے ہو؟ مقامی ایم۔ ایل۔ اے۔ سیاسی پارٹی، فلاحی ادارے وغیرہ وغیرہ بھی اچھی طرح جانتے ہو۔ میں نے سب باتوں کے بارہ میں ہاں ہاں کا جواب دیا۔......تو حاجی صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ بس مسئلہ حل ہوگیا۔ آپ اپنے نام میں جنرل اڈوائزر *General Advisor* کا لقب شامل کرلو۔ یہی ایک نام ایسا ہے جو ہمیشہ سدا بہار رہے گا اس کو *Ex* لکھنے یا ریٹائر ہونے ہٹانے یا بدلنے کی ضرورت نہیں آئیگی۔ بلکہ یہ ہمیشہ یکساں رہے گا۔ جو بہت بڑی بات ہے۔ مجھے بھی بڑی خوشی ہوئی اس لئے کہ یہ لقب بچ گیا۔ اور گھر میں جب بتایا تو سارے بچے وغیرہ اور بیگم بھی خوش ہوگئیں کہ واقعی حاجی صاحب نے بڑی اچھی بات اور بہت اچھا ٹائٹل چنا ہے۔ چنانچہ میں نے کاتب کو اپنے نام اور لقب کا ایک خوبصورت سا بلاک *Block* اور بورڈ بنوانے کا آرڈر دیدیا۔ اور اس طرح پورا نام یوں ہوا حمید اللہ خان افغانی جنرل اڈوائزر چنانچہ کنسلٹنٹ یعنی روئے مشورہ ہر وقت مل سکتا ہے۔ یا *Consultant* کے خدمات حاضر ہیں۔

چنانچہ اس نام کی تختی بن گئی آویزاں بھی ہوگئی اور افتتاح والے روز تالیوں کی گونج میں ہمارے حاجی صاحب نے اس نام اور کام کی افادیت پر بہت کچھ بیان فرمایا اور خاکسار کو لوگ جنرل اڈوائزر کے لقب سے آہستہ آہستہ جاننے لگے۔ یہاں تک کہ پوسٹ مین، تھانہ، پولیس، محلہ کا چوکیدار مختلف قسم کے فلاحی ادارے سب کو خبر ہوگئی۔ دعوت میں آئے ہوئے لوگوں نے بھی جان لیا۔ اور ایک لمبی اور پرسوز دعا کے ساتھ افتتاح ہوگیا میرے نام کی تختی سنگ مرمر پر کندہ کیا ہوا نام جو ہر آنے جانے والے کو معلومات فراہم کرتا رہتا ہے کہ یہ بہت بڑے *Consultatn* یعنی جنرل اڈوائزر صاحب کا مکان ہے جن سے شادی بیاہ اور رشتہ ناطہ کے تعلق سے بھی مشورہ کیا جاسکتا ہے۔

ہم تمام اہلِ خانہ بھی نہایت مطمئن ہیں اور جناب حاجی صاحب کے مشکور و ممنون ہیں ساتھ میں دعائیں بھی دیتے ہیں۔

تو یہ رہی ہمارے گھر کے نیم پلیٹ کی روداد۔ اس واقعہ کو آپ کو بتانے کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ آپ بھی اپنے ناموں کی تختی بنوانے پر خوب تحقیق کریں۔ اس لئے ایک تو وقت اچھا کٹ

جائے گا دوسرے معلومات میں بھی کئی گنا اضافہ ہوگا۔ اگر پھر بھی آپ کو کوئی تکلیف ہو یا دشواری ہو تو میں جو ہوں، جنرل اڈوائزر۔ آپ مجھ سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ کو مایوسی نہیں ہوگی۔

خریداران مشکوٰۃ متوجہ ہوں

رسالہ مشکوٰۃ کا نیا سال جنوری 2002ء سے شروع ہو گیا ہے۔ جملہ خریداران اپنا بقایا جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ رسالہ مشکوٰۃ کی قلمی و مالی معاونت کرنا آپکا اولین فرض ہے۔

طاہر احمد چیمہ

مینیجر مشکوٰۃ

111 واں جلسہ سالانہ قادیان 2002ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 111 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2002ء کے انعقاد کے لئے مورخہ 26، 27 اور 28 دسمبر بروز جمعرات، جمعہ اور ہفتہ اور 14 ویں مجلس مشاورت بھارت کے لئے 29 دسمبر بروز اتوار کی تاریخوں کی منظوری ازراہ شفقت فرمادی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور جلسہ سالانہ قادیان و مجلس مشاورت بھارت 2002ء کی ہر لحاظ سے کامیابی کے لئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ زیادہ زیادہ تعداد میں اس مبارک جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿ناظر اصلاح وارشاد قادیان﴾

MANUFACTURERS.
EXPORTERS & IMPORTERS
OF
ALL KINDS OF FASHION
LEATHER

janic eximp

16D, TOPLA 2nd LANE KOLKATA-39

PH: 91-33-3440180 FAX: 91-33-344 0180
MOB: 098310 78426 E-mail: janiceximp@usa.net

[illegible]

M. C. Mohammad
Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :

TEAK TIMBER, TIMBER LOG,
TEAK POLES & SIZES TIMBER
MERCHANTS

Chandakkadave, P.O Feroke
KERALA - 673631
☎ 0495 - 403119 (O)
402770 (R)

اخبار مجالس

کارگزاری رپورٹ مجلس خدام الاحمدیہ چنئی

۱) مورخہ ۱۰رفروری کو بمقام Blue Lalon پکنک منائی گئی اس میں ۲۶ خدام، ۱۹اطفال اور ۳انصار شامل ہوئے۔تمام دوست خوب لطف اندوز ہوئے۔ آخر میں تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔اور اجتماع کے بعد واپسی ہوئی۔

۲) مورخہ ۲۱رفروری کو مشن ہاؤز کا وقارعمل کیا گیا جس میں ۹ خدام نے حصہ لیا۔

۳) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا مضمون ''امتحان میں پاس ہونے کے گر'' کا تامل زبان میں ترجمہ کر کے خدام و اطفال میں تقسیم کیا گیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ بھدرواہ

محترم جوہر حفیظ فانی قائد بھدرواہ لکھتے ہیں کہ یوم مسیح موعود سے قبل مسجد احمدیہ میں ایک وقارعمل رکھا گیا۔جس میں تمام خدام و اطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔تمام مسجد کی بھرپور رنگ میں صفائی کی گئی۔اور احاطہ کو بھی صاف کیا گیا۔وقارعمل میں ۶۰ فیصد خدام اور ۸۰ فیصد اطفال نے شرکت کی۔

اسی طرح مورخہ ۲۳ر مارچ کو جماعت احمدیہ بھدرواہ کی طرف سے جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔اس جلسہ میں تمام خدام نے شرکت کی۔جلسہ کے بعد مجلس کی طرف سے احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

اسی طرح مورخہ ۲۰رفروری کو یوم مصلح موعود کے موقعہ پر مجلس کی طرف سے ایک بک اسٹال لگایا گیا۔اس موقعہ پر مفت لٹریچر تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ زبانی تبلیغ بھی کی گئی۔

مجلس خدام الاحمدیہ آسنور

قائد آسنور مکرم منیب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں کہ ۲۲رفروری کو آسنور کے تمام خدام واطفال نے مشترکہ طور پر ایک وقارعمل کیا۔ برف باری کی وجہ سے گاؤں کے اندرونی راستے بند تھے اور تنگ تھے اور چونکہ اگلے دن عیدالضحیٰ تھی اس لئے تمام خدام و اطفال نے علاقہ کی بھرپور رنگ میں صفائی کی۔مسجد کو صاف کیا گیا اور لاؤڈ اسپیکر لگائے گئے اور حضور انور کے خطاب سننے کا انتظام کیا گیا۔تمام کے تمام سات حلقہ جات نے اس وقارعمل میں حصہ لیا۔ عید کے دن میں بھی نظم و ضبط کا انتظام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس مساعی کو قبول فرمائے۔آمین

مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد

مورخہ ۲۳ر مارچ مسجد محمود ناصر آباد میں جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد کیا گیا۔اس جلسہ کا انعقاد مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ہوا۔اس اجلاس کی صدارت مکرم سریر احمد صاحب لون صدر جماعت ناصر آباد نے کی۔تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد مکرم سید امداد علی صاحب اور مکرم عبدالرحمٰن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں مکرم صدر صاحب اجلاس نے صدارتی خطاب دیا اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

اسی طرح مورخہ ۳ مارچ کو تعلیم الاسلام اسکول میں بارہویں جماعت کا افتتاح کیا گیا۔اس اجلاس کی صدارت مکرم سریر احمد صاحب لون نے کی۔اس اجلاس میں گردونواح کے ذی عزت لوگوں نے شرکت کی۔علاوہ ازیں اردگرد کی جماعتوں سے مختلف اسکولوں کے پرنسپل صاحبان اور طلباء نے کثرت سے شرکت کی۔ اس موقعہ پر مختلف تقاریر ہوئیں اور مہمانوں کی تواضع کی گئی اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

مجلس خدام الاحمدیہ گولگیری کرناٹک

مورخہ ۱۰ رفروری کو جلسہ قومی یکجہتی منعقد کیا گیا۔اس جلسہ میں علاقہ کے ہندو معززین کو مدعو کیا گیا تھا۔ یہ جلسہ مکرم عبد الرؤف صاحب سرکل انچارج گولگیری کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت مکرم محمد سلیم صاحب نے کی اسی طرح نظم مکرم سلیمان خان صاحب نے پیش کی۔ بعد ازاں مکرم مولوی ناصر احمد صاحب زاہد نے جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ امابعد علاقہ کے ہندو معززین کی تقاریر ہوئیں۔اور آخر میں صدر اجلاس نے کلکی اوتار کے متعلق تقریر کی اور دعا کے بعد یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

مورخہ ۱۸ رفروری بعد نماز ظہر و عصر مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت گول گیری میں ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔اس اجلاس کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں نظم ہوئی۔اس کے بعد مکرم مولوی حفیظ احمد الہ دین صاحب نے مختلف تربیتی موضوعات پر تقریر کی۔ بعد ازاں صدر صاحب نے بعض ایمان افروز واقعات پیش کئے۔اور شکریہ احباب اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

مورخہ ۱۹ فروری کو مکرم و محترم نگران صاحب دعوت الی اللہ کرناٹک نے گول گیری سرکل میں نو مبائعین جماعتوں میں دو مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔اور موقعہ پر کثرت سے غیر مسلم احباب نے بھی شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مساجد کو اسلام اور احمدیت کے نور کو پھیلانے کا موجب بنائے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ کولکتہ

مورخہ 02-1-30 تا 02-2-10 کی تاریخوں میں منعقد ہونے والے انٹرنیشنل بک فیئر میں جماعت احمدیہ کولکتہ کو ہر سال کی طرح اپنا بک اسٹال لگانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ان ایام میں مجلس خدام الاحمدیہ کولکتہ کو بھرپور خدمت کا موقع ملا۔ اور مجلس کے خدام نے اپنے مال اور وقت کی بھرپور قربانی دی۔ان ایام میں ہزاروں افراد تک احمدیت اور اسلام کا پیغام زبانی تبلیغ کے ذریعہ اسی طرح ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر و مفت کتب تقسیم کر کے پہنچایا گیا۔ نیز اللہ کے فضل و کرم سے -/33000 روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اس بک فیئر کے اچھے نتائج ظاہر کرے۔ آمین

مجلس اطفال الاحمدیہ رشی نگر

ناظم اطفال رشی نگر مکرم وسیم احمد گنائی تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۲۳ رمارچ کو اطفال الاحمدیہ کی طرف سے جامع مسجد احمدیہ میں جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم عبد السلام صاحب نے سیرت مسیح موعود علیہ السلام پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں صدر صاحب نے نصائح کیں اور دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد

تعلیم:۔ مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کے زیر اہتمام تین مقامات پر تعلیمی کلاسز کا اجرا کیا گیا۔ اور یہ کلاسز روزانہ احمدیہ جوبلی ہال، فلک نما اور سنتوش نگر میں لگائی جاتی رہیں۔ جن سے خوش کن نتائج سامنے آئے ہیں۔

خدمت خلق: جلسہ یوم مسیح موعود کے موقع پر ناظم صاحب خدمت خلق نے ۴۰۰ لیٹر مفت منرل واٹر کا انتظام کیا۔ اسی طرح مکرم اسحاق احمد صاحب نے مفت برف کا انتظام کیا۔ اسی طرح حلقہ فلک نما و سنتوش نگر میں مفت ہومیو پیتھی ڈسپنسری کا اجراء کیا گیا۔

تربیت:۔ مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی آمد پر ان کے اعزاز میں ایک خصوصی تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں محترم نائب صدر صاحب

نے M.T.A اور حضور انور کی انگریزی کتب سے استفادہ کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ دوران ماہ کل تین تربیتی اجلاس منعقد ہوئے۔ تمام اجلاسات میں خدام واطفال نے بھرپور رنگ میں حصہ لیا۔

تبلیغ:- احمدیہ جوبلی ہال کے نیچے روزانہ بک اسٹال کھولا جاتا ہے۔ نیز ''عابڈس'' (Abids) میں ہفتہ میں ایک مرتبہ بک اسٹال لگایا جاتا ہے۔ نیز اس ماہ ۴۰۰ تبلیغی خطوط لکھے گئے۔

وقار عمل: ۳/مارچ کو مسجد احمدیہ جوبلی ہال میں ایک وقار عمل منعقد ہوا۔ جس میں جوبلی ہال کی صفائی کی گئی۔ اسی طرح ۲۲ اور ۳۰ مارچ کو بھی وقار عمل کئے گئے جن میں خدام واطفال نے کثیر تعداد میں حصہ لیا۔

صنعت وتجارت: مکرم ناظم صاحب صنعت وتجارت نے N.A.C سے تمام افراد کو متعارف کروانے کے لئے احمدیہ مسجد میں اس کے اشتہارات چسپاں کئے۔ تاکہ ان کو جلد از جلد مفت ہنر سکھانے کے لئے مؤثر کاروائی کی جاسکے۔

یوم مسیح موعودؑ: مورخہ ۲۴/مارچ کو بروز اتوار مکرم امیر صاحب حیدرآباد کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم فضل العابد صاحب مکرم شیخ ابراہیم صاحب اور مکرم حمید احمد صاحب غوری اور مکرم خواجہ حمید احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت سکندرآباد نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ صدارتی خطاب کے بعد اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ امروہہ کے زیر اہتمام تربیتی اجلاس

مورخہ ۲۸/اپریل ۲۰۰۲ء (امروہہ)۔ مکرم زین الدین صاحب حامد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و مکرم مولوی رفیق احمد صاحب طارق مبلغ سلسلہ امرتسر کی امروہہ آمد پر مجلس خدام الاحمدیہ امروہہ نے ایک شبینہ اجلاس کا انعقاد کیا۔ جس کی صدارت محترم فراست علی صاحب صدر جماعت احمدیہ امروہہ نے کی۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم مولوی رفیق احمد صاحب طارق نے تنظیم خدام الاحمدیہ کے اغراض و مقاصد پر تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم زین الدین صاحب حامد نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے تعلق باللہ کے عنوان پر قرآن مجید اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی روشنی میں تقریر کی۔ اور جدید سائنسی تحقیقات کو پیش کرتے ہوئے قرآن مجید کی عظمت کی طرف حاضرین کی توجہ مبذول کرائی۔ اور داعین الی اللہ بننے کی پرزور تحریک کی۔ بعد میں حاضرین کے سوالات کے جوابات بھی دئے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے دوررس اور نیک نتائج برآمد فرمائے۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ امروہہ)

هذا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ

K.A.NAZEER AHMED

Mobile: 98471-87026
Ph. Res.: 0495-405834
Off:0495-702163
13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002

All Kinds of Belts, School [illegible] & Caps
WHOLESALE AND RE[illegible]
SELLERS
BAG AND CHAPPAL [illegible]

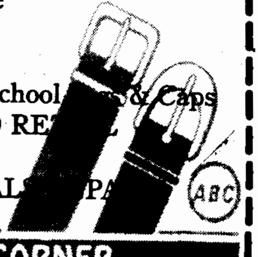

APSARA BELT CORNER

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی بھی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع فرمائیں۔

﴿سیکرٹری بہشتی مقبرہ﴾

وصیت نمبر 15160

میں ابراہیم احمد پربھاکر ولد مکرم خورشید احمد پربھاکر قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 32 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1-11-01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(ا) میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ موصی بقید حیات ہیں۔ والد صاحب کی جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ والد صاحب کی جائیداد میں والدہ صاحبہ کے علاوہ پانچ بھائی اور تین بہنیں حصہ دار ہیں۔ جب بھی مجھے حصہ ملے گا اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

اس کے علاوہ خاکسار صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہے۔ مجھے ماہوار مبلغ -/2186 روپے مع الاؤنس تنخواہ مل رہی ہے۔ اس کے علاوہ دفتر جلسہ سالانہ سے -/1000 ماہوار مل رہا ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

علاوہ ازیں دیگر ذرائع سے ماہوار مبلغ -/500 روپے آمد ہوتی ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر مزید کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
خورشید احمد انور ولد عبدالعظیم صاحب درویش	ابراہیم احمد	ریحان احمد صاحب ولد مکرم فضل الرحمن صاحب

وصیت نمبر 15161

میں عائشہ قدسیہ شیریں زوجہ محترم مسعود احمد صاحب راشد قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 33 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1/1/2002 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل جائیداد ہے۔

1. حق مہر -/15000 روپے (وصول شدہ)

زیور طلائی
2. ایک سیٹ طلائی وزن 3 طولہ
3. ایک عدد انگوٹھی 3 گرام
4. ایک جوڑی بالیاں 3.200 گرام

کل وزن طلائی 36.2 گرام قیمت -/15204

زیور نقرئی
5. نقرئی سیٹ 3 عدد وزن 200 گرام
6. ایک سیٹ نقرئی وزن 100 گرام
7. پازیب نقرئی 2 جوڑ وزن 100 گرام

کل وزن نقرئی 400 گرام قیمت -/3080

میری اس کے علاوہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اسکے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

خاوند کی طرف سے جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ملتا ہے۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ نیز اگر آئندہ کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت 1/1/02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
مسعود احمد راشد	عائشہ قدسیہ شیریں	محمد انور احمد

وصیت نمبر 15162

میں سارا بیگم زوجہ مکرم محمد سلیم خان بھٹی معلم قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر 33 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 17/1/2002 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد میں حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/3100 روپے ہیں۔ میرے خاوند انجمن وقفِ جدید میں بطور معلم کام کرتے ہیں اس وقت -/1899 روپے تنخواہ پارہے ہیں۔

میں مبلغ -/300 روپے ماہوار جیب خرچ پر چندہ ادا کرتی رہوں گی۔ ان شاء اللہ۔ اسکے علاوہ اگر کبھی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت 17/01/02 سے نافذ العمل کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
تنویر احمد خادم	سارہ بیگم	نصیر احمد
ولد محترم مولوی بشیر احمد صاحب خادم		ولد مکرم حاجی بشیر احمد صاحب

وصیت 15163

میں سکینہ پرویز زوجہ محترم پرویز احمد طاہر قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 41 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23/12/01 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وصیت پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

1. حق مہر بذمہ خاوند 4000-00
2. زیور طلائی بالیاں وزن 6 گرام

میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ میرا گزارہ جیب خرچ پر ہے جو شوہر کی طرف سے ماہوار -/300 روپے ملتا ہے۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ تا زیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ نیز آئیندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت تاریخ تحریر سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
مظفر احمد	سکینہ بیگم	شکیل احمد طاہر
ولد محترم ضمیر احمد	اہلیہ پرویز احمد صاحب	ولد محترم مظہر حسین صاحب

وصیت نمبر 15164

میں آمنہ مبارک احمد زوجہ مکرم عبد المالک صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر 35 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26/12/01 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ بھارت ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل جائیداد ہے: 1. طلائی ہار 33 گرام

2. کانٹے طلائی 11 گرام (کان کے)
3. ٹاپس طلائی 4 گرام (کان کے)
4. انگوٹھی 7 1/2 گرام
5. پازیب نقری 7 تولہ

کل وزن طلائی 55 1/2 گرام، قیمت اندازاً 30 ہزار

نیز میرا حق مہر -/30,000 (تیس ہزار) روپے ہے۔ میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔

اس وقت میری کوئی آمد نہیں۔ اخراجات رہن سہن کے حساب سے -/400 روپے پر ہر ماہ 1/10 حصہ آمد کی ادائیگی کرتی رہوں گی۔ نیز اگر آئیندہ کوئی آمد پیدا کروں یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت یکم جنوری 2002ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
عبد المالک	آمنہ مبارکہ بیگم	محمد انور احمد

وصیت نمبر 15165

میں امۃ الحبیب زوجہ محترم لقمان احمد ظفر قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 29 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/2/02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:

زیور طلائی	1. ایک عدد طلائی چین وزن	14.480 گرام
	2. ایک عدد انگوٹھی طلائی	4-000 گرام
	3. ایک طلائی Set	31-000 گرام
	4. کان کی بالیاں دو جوڑی	7-500 گرام

کل وزن طلائی زیور 56.980 گرام، قیمت -/23931 روپے

زیور نقرئی 1. ایک سیٹ نقرئی وزن 32 گرام قیمت 246/40

حق مہر -/25,000 پچیس ہزار روپے بذمہ خاوند ہے۔

میں اپنی مذکورہ جائیداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی ہوں۔

اس وقت میری کوئی آمد نہیں ہے اخراجات خورد ونوش اندازاً ماہانہ -/300 روپے کے حساب سے 1/10 حصہ آمد تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ نیز اگر کوئی نئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت تاریخ 1/2/02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
لقمان احمد ظفر	امۃ الحبیب	محمد انور احمد
ولد محترم فضل الرحمٰن	اہلیہ محترم لقمان احمد صاحب ظفر قادیان	ولد محترم محمد منصور احمد صاحب قادیان

وصیت نمبر 15166

میں رضیہ بیگم زوجہ محترم عبد اللہ جلال الدین صاحب پیشہ خانہ داری عمر 42

سال تاریخ بیعت 1950ء ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1/1/02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:

1.حق مہر -/1000 (وصول ہو چکا ہے)

2.زیور طلائی کان کے پھول وزن 8 گرام قیمت -/3600 روپے

میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ ماہانہ خورد ونوش مبلغ -/300 روپے پر ہر ماہ 1/10 حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ نیز تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
عبداللہ جلال الدین	رضیہ بیگم	سفیر احمد فہیم
ولد مکرم عبدالمطلب صاحب	اہلیہ محترم عبداللہ جلال الدین	ولد محترم عبدالمطلب صاحب

وصیت نمبر 15167

میں ضیاء الدین ولد محترم جلال الدین نیر صاحب پیشہ ملازمت عمر 29 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بیوت الحمد کالونی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1/1/02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت کوئی ذاتی یا آبائی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں جس سے مجھے ماہوار مبلغ -/2688 روپے مع الاؤنس تنخواہ ملتی ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	ضیاء الدین	نعیم احمد ڈار
ولد محترم محمد منصور احمد	ولد محترم جلال الدین نیر	ولد محترم غلام قادر درویش

وصیت نمبر 15168

میں مصباح الدین نیر ولد مکرم جلال الدین نیر قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 28 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 12/12/01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ بھارت ہوگی۔ میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں اس وقت بطور ملازم صدر انجمن احمدیہ قادیان ہر ماہ مبلغ -/2472 روپے مع الاؤنس تنخواہ پاتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اس کا 1/10 حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ نیز اگر آئندہ کوئی مزید جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت 1/12/02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ریحان احمد ظفر	مصباح الدین نیر	محمد انور احمد
ولد محترم فضل الرحمن صاحب		ولد محترم محمد منصور احمد

وصیت نمبر 15169

میں نصیر احمد ولد مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 43 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن مہرولی ڈاکخانہ مہرولی ضلع دہلی صوبہ دہلی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/3/01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد درج ذیل ہے:

پلاٹ اراضی ایک عدد نزد دہلی گھر قادیان 20 مرلہ، میں اس پلاٹ 20 مرلہ کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مذکورہ پلاٹ 20 مرلہ کا خرہ نمبر (5-13) 49R/17/2 اس پلاٹ کی موجودہ قیمت اندازاً -/2,50,000 روپے ہے۔ اس کے علاوہ میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ اور آبائی جائیداد سے کوئی حصہ نہیں ملا ہے۔ والدین حیات ہیں۔

میں اس وقت S.R.F. لمیٹڈ کمپنی دہلی میں کام کرتا ہوں جہاں سے مجھے ماہانہ -/15,000 روپے تنخواہ ملتی ہے۔ اسکے علاوہ اس وقت میری اور کوئی آمد نہیں ہے۔ میں اس آمد کا 1/10 حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے 1/03/01 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
جاوید اقبال اختر چیمہ	نصیر احمد	قریشی رشید احمد
سیکریٹری مجلس کارپرداز		ابن مکرم قریشی محمد سلیمان مرحوم

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2002

Monthly Qadian

MISHKAT

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-20139 (R) 22232
Fax: 20105

Vol. NO.21 June 2002 No. 6

جولوگ میری مخالفت کرنے والے ہیں، وہ میری نہیں، خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں۔

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام)

’’پس اگر کوئی شخص اپنے ایمان میں نشوونما کا مادہ نہیں رکھتا بلکہ اس کا ایمان مُردہ ہے تو اس پر اعمال صالحہ کے طیّب اشجار کے بار آور ہونے کی کیا امید ہوسکتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کہہ کر ایک قید لگادی ہے۔ یعنی یہ راہ کوئی بے ثمر اور حیران اور سرگردان کرنے والی نہیں ہے بلکہ اس پر چل کر انسان بامُراد اور کامیاب ہوتا ہے اور عبادت کے لئے تکمیل عملی ضروری شیٔ ہے۔ ورنہ وہ محض ایک کھیل ہوگا۔ کیونکہ درخت اگر پھل نہ دے خواہ وہ کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو مفید نہیں ہوسکتا۔ ہمارے مخالفوں کی حالت ایسی ہے جس سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ وہ نیک کو بُرا اور مامور اللہ کو کذاب سمجھتے ہیں جس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک جنگ شروع ہوجاتی ہے اور اب یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مأمور اور مسیح موعود کے نام سے دنیا میں بھیجا ہے۔ جو لوگ میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک میں نے دعویٰ نہ کیا تھا بہت سے ان میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لوٹا لیکر وضو کرانے کو ثواب اور فخر جانتے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے جو میری بیعت میں آنے کے لئے زور دیتے تھے لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور اعلام سے یہ سلسلہ شروع ہوا تو وہی مخالفت کے لئے اُٹھے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی بلکہ عداوت ان کو خدا تعالیٰ سے ہی تھی۔

(ملفوظات جلد ا صفحہ 190)